عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

مارچ 2003ء

محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

مناقب حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ

مرتے وقت پیشانی پر پسینہ آنا

چک بھوڑو میں قادیانی قتل کیس کا فیصلہ

مسلمانوں کو باعزت طور پر بری کر دیا گیا!

سندھ پنجاب اور سرحد میں قادیانیوں کا قبول اسلام

قادیانی جارحیت اور غنڈہ گردی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ نمبر: ☆ جلد 7 / 39

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر: حافظ محمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

- علامہ احمد میاں حمادی ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
- مولانا بشیر احمد ○ حافظ محمد یوسف عثمانی
- مولانا محمد اکرم طوفانی ○ حافظ محمد ثاقب
- مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا احمد بخش
- مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ○ مولانا مفتی حفیظ الرحمن
- مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا قاضی احسان احمد
- مولانا غلام حسین ○ مولانا محمد طیب فاروقی
- مولانا محمد اسحاق ساقی ○ مولانا محمد قاسم رحمانی
- مولانا غلام مصطفیٰ ○ مولانا عزیز الرحمن ثانی
- مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ○ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ○ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ ○ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ ○ حضرۃ مولانا محمد یوسف بنوریؒ ○ شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ ○ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ
حضرۃ مولانا عبدالرحمن میانویؒ ○ حضرۃ مولانا محمد شریف جالندھریؒ ○ حضرۃ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ○ حضرۃ مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

رابطہ: دفتر مرکزیہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ، ملتان، پاکستان
فون ۵۱۴۱۲۲ - فیکس ۵۴۲۲۷۷

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم

قادیانی جارحیت اور غنڈہ گردی	اداریہ	3
چک بھوڑو میں قادیانی کے قتل کیس کا فیصلہ	مولانا اللہ وسایا	7

مقالات ومضامین

سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ	سید انظر شاہ کشمیریؒ	9
یوم عاشورہ	مولانا عبدالشکور لکھنویؒ	12
بکھرے موتی	مولانا اللہ وسایا	24
مرتے وقت پیشانی پر پسینہ آنا	ڈاکٹر حبیب اللہ شہیدؒ	27

ردقادیانیت

تضادات مرزا	ادارہ	33
قادیانیوں کا قبول اسلام	ادارہ	36
رد قادیانیت کورس	ڈاکٹر میاں عاصم صدیقی	41
احتساب قادیانیت جلد نہم	ادارہ	44

متفرقات

قافلہ آخرت	ادارہ	48
مولانا عبیدالرحمٰن صاحبؒ	مولانا مفتی محمد جمیل خان	50
جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	55
تبصرہ کتب	ادارہ	63

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم!

قادیانی جارحیت اور غنڈہ گردی!!!

گزشتہ ماہ قادیانیوں کے ہیڈ کوارٹر چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ اور جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی کے خطیب حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کو زدوکوب کرنے' خطرناک نتائج کی دھمکیاں دینے اور اغوا کی کوشش کرنے کے اقدام کے خلاف شدید احتجاج کے بعد پولیس نے مقدمہ درج کرلیا۔ تفصیلات کے مطابق حضرت مولانا غلام مصطفیٰ جمعہ پڑھانے کے لئے جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر جارہے تھے۔ احمدیہ نرسری کالج روڈ کے نزدیک خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں نے ناکہ لگارکھا تھا۔ شہر میں آنے والے بالخصوص مسلمانوں کو روکنا اور ان کی تلاشی لینا ایک عرصہ سے ان کا وطیرہ رہا ہے۔ مولانا کو دیکھتے ہی انہوں نے نہ صرف عملی بدتمیزی کا مظاہرہ کیابلکہ انہیں اغوا کرنے کی کوشش بھی کی۔ مولانا کی مزاحمت اور لوگوں کی مداخلت پر وہ محفوظ رہے۔ اس واقعہ کی اطلاع پر پورے علاقے میں اشتعال پھیل گیا۔ ملک بھر میں اس واقعہ کے خلاف شدید رد عمل ہوا۔ پولیس نے دینی حلقوں کے مطالبہ اور عوامی دباؤ کے تحت مقدمہ تو درج کیا ہے لیکن ابھی تک کوئی عملی کارروائی نہیں کی گئی۔ تھانہ چناب نگر پولیس نے قادیانی جماعت کے رہنما میجر (ر) سعدی' نائب صدر حمید اللہ قریشی (ر) ڈی ایس پی کے علاوہ نامعلوم قادیانی نوجوانوں کے خلاف مقدمہ درج کیا ہے۔

قادیانی جماعت کی جارحیت اور دریدہ داہنی کے خلاف پورے ملک میں احتجاج کیا گیا۔ احتجاج جاری تھا کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے معروف رہنما حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی جو کہ جماعتی دورے پر چناب نگر تشریف لارہے تھے انہیں بھی ناکہ پر روکا گیا اور قادیانی تنظیم کے نوجوانوں نے روایتی غنڈہ گردی اور بدتمیزی کا مظاہرہ کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں ان دونوں واقعات پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ریاستی نظام میں قادیانیوں کی مداخلت کا فوری نوٹس لے اور قادیانیوں کی شرانگیزیوں کو روکنے کے لئے آئین وقانون پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔

آج کا چناب نگر پہلے "ربوہ" کہلاتا تھا۔ تقسیم کے بعد قادیانیوں نے انگریز گورنر سر فرانس موڈی کی

نظر کرم کی بدولت دریائے چناب کے کنارے کوڑیوں کے بھاؤ ٹکڑا زمین حاصل کیا۔ اس طرح قادیانیوں نے اسے ہیڈ کوارٹر بنا کر اس شہر میں ریاست کا نظام قائم کیا۔ 1974ء سے پہلے اس ”شہر سدوم“ میں کسی مسلمان کے آزادانہ گھومنے یا داخلہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ قادیانیوں نے اپنی خود ساختہ ریاست میں کتنے مسلمانوں کا خون کیا' اپنے کتنے باغیوں کو دریابرد کیا' غلام رسول جنڈیالوی کے لخت جگر کے قتل سے لے کر محمد علی سبزی فروش کی ہلاکت تک کی داستان خونچکاں اس بات کی گواہ ہے کہ قادیانی جماعت اپنے ریاستی جبر میں سیاہ سفید کی مالک تھی۔ 1974ء میں پارلیمنٹ کی سطح پر ایک تاریخ ساز فیصلہ کے نتیجہ پر انہیں مسلمانوں سے الگ امت کے طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اس یادگار فیصلہ کے بعد مسلمانوں کے دیرینہ مطالبہ پر چناب نگر کو کھلا شہر قرار دیا گیا۔ چنانچہ عملی اقدامات کے طور پر پہلی دفعہ اس شہر میں تھانہ قائم ہوا۔ اور اس طرح مسلمان فاتحانہ طور پر اس کفرزار میں داخل ہوئے اور آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے۔

اپنے تاریخی پس منظر اور موجودہ بین الاقوامی حالات کے تناظر میں قادیانی جماعت ایک دفعہ پھر ماضی کی طرح اپنا ریاستی نظام بحال دیکھنا چاہتی ہے۔ قادیانی جماعت برطانوی سامراج کی ایجاد اور نظریہ ضرورت کی پیداوار ہے۔ انگریز سرکار کی سرپرستی میں پروان چڑھنے والی اس اقلیت کو اب بھی اسلام دشمن طاقتوں بالخصوص یہود و ہنود کی آشیرباد حاصل ہے۔ اسرائیل' بھارت سے قادیانیوں کے روابط و تعلقات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ امریکہ کے لئے مسلمانوں کا عقیدہ جہاد اسی طرح سوہان روح بنا ہوا ہے جس طرح برصغیر پاک و ہند پر برطانوی سامراج کے استحکام کی راہ میں جذبہ جہاد نے اسے پریشان کیا تھا۔ عالمی بالادستی کا خواب مسلمانوں کے عقیدہ جہاد کی موجودگی میں شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ تنسیخ جہاد اور روح جہاد کے جذبات کو سرد کرنے کے لئے قادیانی جماعت کی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ عالمی طاقتوں کے قرب کے نشہ نے قادیانی جماعت کو اس زعم میں مبتلا کر دیا ہے کہ سرزمین پاکستان میں اس کی سابقہ ٹھاٹھ باٹھ واپس آجائے گی۔ قادیانی جماعت نے اب تک اس آئینی ترمیم کے خاتمہ کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے جس کے ذریعہ انہیں مسلمانوں کی صف سے الگ کیا گیا تھا۔ پاکستان کے معاملات میں امریکی مداخلت اور یورپ کی اثر اندازی کے بعد قادیانی جماعت کا ذہنی توازن برقرار رکھنے میں ناکام رہی ہے۔ اللہ رب العزت کی شان کہ قادیانی جماعت جب بھی حسن ظن میں مبتلا ہوئی اسے منہ کی کھانی پڑی:

ے اے بسا آرزو کہ خاک شد

قادیانی بنیادی طور پر ایک تخریب کار اور دہشت پسند تنظیم ہے۔ وہ مسلسل ایسے واقعات کا ارتکاب

کرتی رہتی ہے جس سے ملک میں لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو۔ چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک ذمہ دار مبلغ کے اغوا کی ناکام کوشش اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ چناب نگر پاکستان کے دیگر شہروں کی طرح ایک شہر ہے۔ کسی جماعت یا تنظیم کو ناکے لگا کر شہریوں کو روکنے' تلاشی لینے کا حق نہیں پہنچتا۔ فوج' پولیس یا دیگر سرکاری ادارے ہی اس فرائض منصبی کے اہل ہیں۔ ملک کے دیگر شہروں میں اگر اسی طرح مختلف تنظیمیں ناکے لگا کر قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے لگیں تو ملک کا سارا نظام درہم برھم ہو جائے گا۔ شہریوں کے مال و جان کی حفاظت اور ان کے حقوق کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ نظم و نسق بر قرار رکھنا اور امن و امان کی بحالی کی ذمہ داری حکومتی اداروں پر عائد ہوتی ہے۔ کسی تنظیم کی طرف سے ایسا اقدام حکومتی نظام میں مداخلت کے مترادف ہے۔ قادیانی جماعت یا اس سے وابستہ ذیلی تنظیموں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ شہریوں کی آزادانہ نقل و حرکت میں مزاحم ہوں۔ قانون شکن قادیانی جماعت کی دریدہ داہنی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک واقعہ کی صدائے بازگشت ابھی ختم نہیں ہوئی کہ قادیانیوں نے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کے ساتھ اسی بد تمیزی کا اعادہ کر دیا۔ یہ اسی بات کا ثبوت ہے کہ آئین و قانون کے معاملہ میں قادیانی جماعت نے خود سری اختیار کر رکھی ہے۔ ملک کا آئین مقدم ہے۔ قانون محترم ہے۔ کسی بھی حکومت کی کامیابی کا انحصار قانون پر عمل در آمد کروانے میں ہے۔ ہم وزیر اعظم پاکستان جناب ظفر اللہ خان جمالی کی خدمت میں استدعا کریں گے کہ وہ حکومتی استحکام کی خاطر قانون کو ہاتھ میں لینے والوں کے ساتھ سختی سے نپٹیں۔ حکومت اس امر کا نوٹس لے کہ قادیانی جماعت ایک بار پھر ریاست در ریاست کے خواب کی تعبیر چاہتے ہیں۔ لیکن قادیانی جماعت اپنے ان مذموم مقاصد میں ناکام رہے گی۔ انشاء اللہ!

المناک! افسوسناک! دردناک!!!

20 فروری 2003ء کو ملک کی تاریخ میں ایک اور سانحہ رونما ہوا۔ پاکستان ائر فورس کے سربراہ ائر مارشل مصحف علی میر' ان کی اہلیہ محترمہ اور دیگر 17 افسران طیارہ کے حادثہ میں جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! کوہاٹ کے نزدیک ہونے والے اس فضائی حادثہ میں دو وائس مارشل' ائر کموڈور' سکواڈرن لیڈر اور عملے کے ارکان شامل تھے۔ اس حادثہ کی خبر نے پورے ملک کو سوگوار کر دیا۔ صدر پرویز مشرف' وزیر اعظم ظفر اللہ جمالی کے علاوہ دیگر سیاسی و مذہبی رہنماؤں نے اس حادثہ کو قومی سانحہ قرار دیا ہے۔ سانحہ بہاول پور کے بعد پاکستان کی تاریخ میں یہ دوسرا بڑا واقعہ ہے۔ سانحہ بہاول پور میں جنرل ضیاء الحق سمیت 33 جرنیل جاں بحق

ہوئے تھے۔ پاکستانی فوج کو پہنچنے والے نقصان کے اثرات ابھی تک محسوس ہو رہے تھے۔ پاک فضائیہ پیشہ وارانہ مہارت، قابلیت اور جراتوں کے پیکروں سے محروم ہو گئی ہے۔ اس دوسرے دھچکے سے پہنچنے والے نقصان کی تلافی کیسے ہوگی اس کا جواب مشکل سے ہی دیا جا سکتا ہے۔ افواج پاکستان کے لئے یہ بلا شبہ نا قابل تلافی نقصان ہے۔ ایک سپاہی کی تربیت اور ٹریننگ پر لاکھوں روپے خرچ آتے ہیں۔ پاک فضائیہ کے سربراہ ائر چیف مارشل اور ان کے رفقاء نہ صرف فنی مہارت اور عسکری تربیت سے مالا مال تھے بلکہ افواج پاکستان کی اعلیٰ روایات کے امین بھی تھے۔ موصوف نیک شہرت رکھنے کے علاوہ فرض شناسی، حب الوطنی کے جذبہ سے بھی سرشار تھے۔ افواج پاکستان بالخصوص پاک فضائیہ کی فنی صلاحیتوں اور اعلیٰ معیار سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اگرچہ حادثہ پر کسی کو قدرت حاصل نہیں۔ تاہم حفاظتی اقدامات اور سیکورٹی کے باوجود اتنا بڑا حادثہ اپنے پیچھے کئی سوال چھوڑ گیا ہے۔ اس حادثہ کے پس منظر کے حوالہ سے کہنا قبل از وقت ہوگا۔ تاہم بین الاقوامی حالات اور ہمارے قومی معاملات میں ایک سپر طاقت کی مداخلت اور من مرضی کو مد نظر رکھتے ہوئے حالیہ سانحہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ پوری قوم اس دلخراش سانحہ پر سوگوار ہے۔ ملک و قوم کو پہنچنے والے نقصان پر ہر محب وطن شہری رنجیدہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو دشمن کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ فرمائے

انشاء اللہ تعالیٰ! اب کسی کو شوگر نہیں رہے گی!

ہربل شوگر نجات کورس

انشاء اللہ تعالیٰ! اب کسی کو شوگر نہیں رہے گی!

شفاء منجانب اللہ پر یقین رکھیں۔ ہم نے دیسی طبی قدرتی جڑی بوٹیوں سے ایک ایسا ہربل شوگر نجات کورس تیار کیا ہے جس کے استعمال سے انشاء اللہ تعالیٰ شوگر جڑ سے ختم ہو سکتی ہے۔ مستقل اور ہمیشہ کے لئے نجات مل سکتی ہے۔ رب کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے آج آزما کر دیکھ لیں۔ آپ حضرات خط لکھیں یا خود تشریف لائیں۔ یا پھر ٹیلی فون کر کے گھر بیٹھے ہی بذریعہ ڈاک وی پی (V.P) ہربل شوگر نجات کورس منگوالیں۔

المسلم دار الحکمت (رجسٹرڈ)
بالمقابل جامع مسجد مبارک جلالپور روڈ حافظ آباد پاکستان
0438-521787-522468-0320-5641046

فون پر بات نہ ہو خط لکھیں ٹیلی فون اوقات شام 4 بجے تا رات 11 بجے

مقالہ خصوصی

مولانا اللہ وسایا

چک بھوڑو ضلع شیخوپورہ میں قادیانی کے قتل کا فیصلہ

تمام مسلمان باعزت بری کردیئے گئے الحمد للہ!

چک ۱۸ بھوڑو سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ کے قریب میں واقع ہے۔ عرصہ سے وہاں پر قادیانی جماعت کا دبدبہ تھا۔ اللہ رب العزت نے کرم کیا کہ وہاں پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مثبت پالیسی اور تبلیغی منصفانہ کوششوں سے مسلمان بیدار ہوئے۔ قادیانیوں کے لئے یہ بات ناگوار ہوئی۔ آج سے تین سال قبل چک نمبر ۱۸ بھوڑو میں قادیانیوں نے اپنا ارتدادی لٹریچر تقسیم کیا۔ مسلمانوں کے چند نوعمر لڑکوں نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا مگر قادیانیوں نے اپنی رعونت اور سرمایہ کی فرعونیت کی بنا پر فائرنگ کی جس سے محمد عامر‘ محمد اسحٰق‘ محمد شفیع دو عورتیں مسمات شمیم اور بشیراں بی بی سات سالہ بچہ عمران سمیت مسلمانوں کے گیارہ افراد زخمی ہوئے۔ مسلمان اپنے زخمیوں کو لے کر سانگلہ ہل ہسپتال گئے۔ پیچھے قادیانیوں نے فائرنگ کرکے ”کراس پرچہ“ کرانے کے لئے اپنے ایک ۸۵ سالہ قادیانی عبداللطیف بوڑھے مرتد کو قتل کردیا اور الزام مسلمانوں کے سر لگادیا اور بتیس مسلمانوں کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کرادیا۔ مسلمان سراسیمگی اور پریشانی میں تھے۔ ادھر ہسپتال میں قادیانیوں کے ہاتھوں زخمی مسلمانوں کی دیکھ بھال اور علاج معالجہ کا بھی مسئلہ تھا۔ لاکھوں روپے خرچ کرکے قادیانیوں نے انتظامیہ اور ذمہ دار افسران کو اپنے جال میں لانے کی چال چلنے کا منصوبہ بنایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی مبلغ لاہور‘ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا‘ حضرت مولانا عبداللطیف شاہ کوٹ‘ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی نے ان زخمیوں کی عیادت کی۔ مسلمانوں کی اخلاقی و قانونی امداد اور مسلمانوں کی طرف سے قادیانیوں کے خلاف کراس پرچہ کے لئے کوشش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے اس معاملہ کی سرپرستی فرمائی اور مسلمانوں کا قادیانیوں کے خلاف اقدام قتل کا کراس پرچہ درج ہوگیا۔ مسلمانوں کی طرف سے بتیس افراد اور قادیانیوں کی طرف سے سترہ افراد کے خلاف پولیس نے چالان کیا۔ کیس مختلف مراحل سے گزرتا رہا۔ فریقین کے تمام ملزمان کی ضمانتیں ہوگئیں (تین قادیانی ملزم تاحال روپوش اشتہاری ہیں) مسلمانوں کی طرف سے جناب محمد اعظم صاحب نے اپنی ضمانت پر رہائی کے بعد یونین کونسل کی نظامت کا الیکشن لڑا اور کامیابی حاصل کی۔ قادیانیوں کے لئے یہ امر ناقابل برداشت ہوگیا۔ علاوہ ازیں یہ کہ پہلے محمد اعظم صاحب بھی قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں

توفیق دی۔ وہ پورے گھرانے سمیت مسلمان ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے الیکشن میں کامیابی سے نوازا۔ اس پر قادیانی سیخ پا ہو گئے۔ انہوں نے ان کی ضمانت کی منسوخی کے لئے سپریم کورٹ سے رجوع کیا۔ ایک قانونی نقطہ کے باعث سپریم کورٹ نے ضمانت منسوخ کر دی۔ انہوں نے ۶ فروری ۲۰۰۳ کو سیشن جج شیخوپورہ ملک غلام محمد صاحب کے سامنے اپنی گرفتاری پیش کی۔ کیس کی سماعت مکمل ہو چکی تھی۔ صرف فریقین کے وکلاء کی بحث ہونا باقی تھی۔ مسلمانوں کی طرف سے لاہور ہائی کورٹ کے ماہر قانون دان جناب احمد خان ایڈووکیٹ پیش ہوئے۔ فریقین کی بحث سن کر سیشن کورٹ نے ثبوت ناکافی ہونے کی بناء پر تمام ملزمان کو باعزت بری کر دیا۔ اس وقت عدالت میں حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی کی قیادت میں علمائے کرام اور اسلامیان شیخوپورہ کی کثیر تعداد موجود تھی۔ مسلمانوں کے چہروں پر خوشی کے آثار قابل دید تھے۔ جبکہ قادیانیوں کے چہرے ”سوگنڈے بھی کھائے ‘سوڈنڈے بھی کھائے ’‘کا مصداق تھے۔ قادیانیوں نے مسلمانوں کو پھنسانے کے لئے اپنے ایک پچاسی سالہ مرتد کو جہنم میں مرزا قادیانی اپنے چیف گرو کے پاس بھی بھیجا۔ پوری دنیا میں نام نہاد مظلومیت کا ڈھنڈورہ بھی پیٹا‘ رائے عامہ کو گمراہ کرنے کے لئے انٹرنیٹ ‘این جی اوز اور میڈیا کے ذریعہ کوشش بھی کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں کے مصداق دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوا۔ قادیانیوں نے پانی کی طرح پیسہ بہایا۔ لیکن حق کو باطل ثابت نہ کر سکے۔ اللہ رب العزت نے محض اپنے فضل و کرم ‘احسان و جود سے کمزور مسلمانوں کو کفر بواح کے مقابلہ میں کامیاب فرمایا‘ سرخرو کیا۔ عدالت نے حق و انصاف کا فیصلہ دے کر اپنے وقار میں اضافہ کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس موقعہ پر اللہ رب العزت کے حضور سجدہ شکر بجا لاتی ہے اور چک نمبر ۱۸ ابھوڑو کے اپنے غریب کمزور اور نہتے مسلمانوں کو اس عدالتی و قانونی کامیابی پر مبارکباد پیش کرتی ہے اور اپنی اس بنیادی پالیسی کا اظہار کرنا بھی ضروری سمجھتی ہے کہ قانون کے دائرہ میں رہ کر عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے بڑھتے ہوئے ارتدادی مہم کے خلاف حق کا بندھ باندھتے رہیں گے اور ایک اسلامی مملکت میں کبھی بھی ارتداد کو پھیلنے کا موقعہ نہیں دیں گے۔ ہم بڑے اخلاص کے ساتھ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے قادیانیوں کو بھی ایک بار پھر دعوت اسلام دیتے ہیں کہ وہ سوچیں کہ اسلام کو چھوڑ کر اور قادیانیت کو قبول کر کے انہوں نے کیا کھویا کیا پایا؟۔ اسی طرح این جی اوز کے لئے بھی مقام غور و فکر ہے کہ انہوں نے مظلوم مسلمانوں کو ظالم قادیانیوں کے مقابلہ میں الٹا ظالم ثابت کرنے کی کوشش کی۔ آج بھی این جی اوز کے نام نہاد پروپیگنڈے کے اخبارات گواہ ہیں۔ اس عدالتی فیصلہ کے بعد این جی اوز کے کارپرداز قادیانی لابی سوچے کہ جو انہوں نے جھوٹا پروپیگنڈہ کیا۔ کیا اس فیصلہ کے بعد ان کی اخلاقی موت پر مسلمانوں کو ماتم کرنے کی اجازت ہے؟۔ ”والی اللّٰہ المشتکی وما النصر الا من عنداللّٰہ وهو علیٰ کل شئی قدیر“ ختم نبوت زندہ باد ‘منکرین ختم نبوت مردہ باد‘ پاکستان زندہ و پائندہ باد!

سیرت وسوانح

مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیریؒ

امیر المومنین خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر فاروقؓ

پر ہیبت شخصیت اور پر عظمت ہستی کسی دعوت اور جماعتی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اسی قدر ضروری ہے جتنا کہ رافت و لطف اور نرمی و لینت سے آراستہ داعی و رہنما۔ گویا کہ ایک جماعت کی ہیئت ترکیبی جن افراد سے تیار ہوتی ہے۔ ضروری ہے کہ اس کے مختلف افراد متنوع صفات کے پیکر ہوں۔ اگر صدیق اکبرؓ ایسے لطیف المزاج اشخاص ہوں تو عمر فاروقؓ جیسے حدید اور تیز طبیعت افراد بھی لابدی ہیں اور نبی ان تمام مختلف اور متضاد صفات کا جامع ہوتا ہے۔ اسی لئے اگر ایک طرف قرآن کریم نے آپ ﷺ کے نرم خوئی پسند رحمۃ اللعالمین ہونے کی اطلاع دی تو دوسری جانب خود نصرت بالرعب کے خصوصی امتیاز کی بھی خبر سنائی ہے اور عقلاً بھی نبی و پیغمبر کے لئے متضاد صفات سے متصف ہونے کی ضرورت سمجھ میں آتی ہے۔ اس لئے کہ دعوت کی مرکزی شخصیت ہونے کے لئے اپنے مدعوئین کی مختلف خصوصیات کی رعایت ارشاد و رشد و ہدایت و رہنمائی کی کامیابی کی اولین شرط ہے۔ بہر حال حضرت عمرؓ بہت ہی بارعب شخصیت کے مالک تھے اور اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر اپنے خلافت کے زمانے تک ان کا یہ وصف مخصوص خود ان کے لئے اور اسلام کے لئے بہت مفید اور کار آمد ثابت ہوا۔ خارجی فتنوں کے علاوہ داخلی انتشار و فشار جو عمرؓ کے بعد اچانک پھوٹ پڑا ان کے دور میں قلوب میں پرورش پا رہا ہو تو پا رہا ہو لیکن بظاہر وہ حجاز سے لے کر دور دور تک ایک شئے نایاب تھا۔ دینی حمیت و غیرت کے مواقع پر حضرت عمرؓ کے لئے خاموش رہنا بہت مشکل ہوتا تھا اور ان کے فطری جوش و خروش سے ان کے رعب و دبدبہ کا امتزاج ایک عجیب کیفیت پیدا کر دیتا ہے اور خود آنحضرت ﷺ بھی ان کی حدت و سورۃ سے بے خبر نہ تھے۔ عبقریت عمر کے مصنف نے لکھا ہے کہ ایک روز آپ ﷺ نے صدیقؓ و فاروقؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”خداوند تعالیٰ بعض قلوب کو دودھ سے بھی زیادہ نرم بناتا ہے اور کچھ لوگوں کے دل ارادہ اور عمل کی بڑی مضبوطی رکھتے ہیں۔ ابوبکر! تمہاری مثال ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”من تبعنی فانه منی ومن عصانی فانك غفور رحیم ۔“ یا پھر تم عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہو جنہوں نے کہا تھا کہ

: "ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم." اور اے عمرؓ! تم بنے بنائے نوح علیہ السلام ہو جنھوں نے قوم کی مسلسل سرکشی پر چیخ کر کہا تھا کہ: "رب لاتذر على الارض من الكافرين ديارا." یا پھر موسیٰ علیہ السلام سے ملتے جلتے ہو جن کا نعرہ تھا کہ: "ربنا اطمس على اموالهم واشدد على قلوبهم فلا يومنوا حتىٰ يرو العذاب الاليم." (عبقریت عمرؓ ص ۱۱۳)

عمرؓ اسلام کے سلسلہ میں شدید تھے جس طرح کہ صدیق اکبرؓ کی نرمی و لینت دین ہی کے کاروبار میں ممتاز ہے۔ ورنہ جہاں تک حق کو قبول کرنے کا تعلق ہے تو فاروق اعظمؓ کا قلب بھی اسی قدر فراخ و وسیع ہے جس قدر کسی حق پرور کا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ انعقاد خلافت کے وقت میں جب حضرت عمرؓ کی بیعت پر بعض صحابہ کرامؓ میں ان کی شدت وحدت پر چہ مگوئیاں شروع ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے جو کچھ کہا اس کا حاصل یہ ہے کہ:

"لوگو! مجھ تک یہ خبر پہنچائی گئی ہے کہ تم میری شدت مزاجی سے ڈر رہے ہو اور کہتے ہو کہ عمرؓ ہمارے معاملات میں بڑے شدید تھے۔ حالانکہ آنحضور ﷺ حیات تھے اور عمرؓ کی یہ تیزی اس وقت بھی قائم تھی۔ جبکہ حضرت ابوبکرؓ خلیفۃ المسلمین بنائے گئے۔ اب جبکہ وہ خود امیر بنائے جا رہے ہیں تو خدا جانے کیا ہو اور کیا نہ ہو؟۔ خدا کی قسم! تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں آنحضور ﷺ کے ساتھ تو آپ کا غلام و خادم تھا اور آپ ﷺ اس قدر نرم اور رافت پسند تھے کہ قرآن نے: "بالمومنين روف رحيم." کہہ کر آپ کی نرم پسندی کی تصدیق کی۔ میں آپ کے ہاتھ میں ایک تلوار تھا۔ جی چاہتا آپ ﷺ مجھ کو نیام میں رکھ لیتے اور طبیعت چاہتی تو آپ ﷺ مجھ کو کھینچ لیتے۔ پھر میں شمشیر براں ثابت ہوتا۔ آنحضور ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ مجھ سے راضی وخوش تھے۔ یہ میری سعادت ہے۔ الحمدلله على ذالك حمداً كثيراً. اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ مسلمانوں کے معاملات کے مختار بنائے گئے تو ان کی نرمی کے ساتھ میری شدت کا امتزاج مفید ثابت ہوا۔ ان کے لئے بھی میرا وجود تلوار تھا یا نیام میں رکھیں اور اگر نکال لیں تو میں قاطع و براں ثابت ہوں۔ میرا ابوبکرؓ کے ساتھ یہی طرز رہا۔ یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی اور وہ دنیا سے اٹھے تو مجھ سے خوش تھے۔ میں اس کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔ لوگو! اب میں تمہارا امیر بنایا گیا ہوں مگر میری وہ شدت کم ہوگئی ہے۔ ہاں اہل جور و ستم و عدوان کرنے والوں کے حق میں وہی عمر ہوں اور باقی دین دار اور سلامت روی اختیار کرنے والے سوان کے حق میں تو میں بہت ہی نرم ہوں۔" (عبقریت عمرؓ ص ۱۸)

اس کے باوجود حضرت عمرؓ اپنے فطری جلال و شکوہ کو یکسر ختم نہ کر سکے اور ان کے خداداد رعب وو قار سے ہر شخص متاثر ہوتا تھا۔ مصنف نے اس موقع پر ایک دلچسپ واقعہ سنایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ:

"ایک روز جناب حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ حجامت بنوا رہے تھے۔ درمیان میں زور سے کھنکارے تو حجام حواس باختہ ہوگیا اور اس تصور سے کہ کہیں حضرت عمرؓ میری کسی بات پر نہ بگڑے ہوں بے ہوش ہونے کے قریب ہوگیا۔" (ایضاً ص ۲۵)

کیا ٹھکانہ ہے اس رعب داب کا کہ صرف کھنکارنے کی وجہ سے حجام غش کھا کر گر پڑا اور یہ تو بے چارہ پھر بھی حجام ہی تھا۔ فاروقؓ سے تو بڑے بڑے صحابہ کرامؓ بھی لرزہ بر اندام رہتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ :

"ایک دن جناب حضرت سیدنا عمرؓ چلے جاتے تھے اور ان کے پیچھے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت تھی۔ اچانک سیدنا حضرت عمرؓ کو کوئی کام یاد آیا جس کی وجہ سے بڑی پھرتی کے ساتھ پیچھے مڑے تو تمام صحابہ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔" (ایضاً ص ۲۴)

بلکہ مصنف کی روایت سے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خود آنحضور ﷺ بھی حضرت عمرؓ کی زندگی کے اس مخصوص رخ کی رعایت فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ :

"عائشہؓ نے آنحضور ﷺ کے لئے حریرہ پکایا اور سودہؓ کو بھی کھانے کے لئے مجبور کیا۔ لیکن سودہؓ برابر انکار کرتی رہیں۔ حضرت عائشہؓ نے بڑے اصرار اور رد وقدح کے بعد تفنناً ومزاحاً حریرہ سودہؓ کے چہرے پر لگادیا۔ آنحضور ﷺ نے حضرت سودہؓ کی طرف حریرہ بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ لو تم بھی عائشہؓ کے چہرے پر لگادو۔ آپ ﷺ کہتے جاتے اور تبسم فرماتے اتنے میں حضرت عمرؓ ادھر سے گزرے تو آپ ﷺ کو محسوس ہوا کہ عمرؓ یہیں آئیں گے۔ اس لئے آپ ﷺ نے سودہؓ وعائشہؓ سے فرمایا کہ جلدی کھڑی ہو جاؤ اور اپنے چہرے دھولو۔ عمرؓ آتے ہیں۔" (ایضاً ص ۲۳)

لینت ورقت

لیکن اس کے باوجود وہ صرف ایک خشونت مزاج شخص ہی نہیں تھے بلکہ ان کے قلب میں رقت ونرمی بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور سوز وگداز کے مواقع پر موم کی طرح پگھل جاتے۔ قلب کی آنکھیں بھی اشکبار ہوتیں۔ چنانچہ متمم ابن نویرہ مشہور شاعر سے جب ان کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس کو اپنے بھائی کا مرثیہ پڑھنے کا حکم دیا۔ نویرہ پڑھتے ہوئے جب ان دو شعروں پر پہنچا کہ :

وکنا کندمانی جذیمة حقبة
من الدهر حتی قیل لن یتصدعا

فلما تفرقنا کانی وما لکا

لطول افتراق لم بنت لیلۃ معاً

تو حضرت عمرؓ کو بے اختیار اپنے مرے ہوئے بھائی کی یاد آگئی اور رخسار پر آنسو ڈھلک آئے۔ مصنف نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگرچہ حضرت عمرؓ کو کبھی دوست یاد آجاتے تو قریب میں سننے والے عمرؓ کی زبان سے بار بار سنتے کہ: ''ہائے رات کتنی لمبی ہو گئی۔'' اور صبح ہوتے ہی نماز پڑھتے اور سیدھے اس دوست کے یہاں پہنچ جاتے۔ معانقہ کرتے اور دوست کی ملاقات سے خوش وقت ہوتے اور پھر ان کی یہ طبعی نرم پسندی انسانوں سے گزر کر جانوروں کے حق میں بھی پوری قوت کے ساتھ ظہور پذیر ہوتی۔ میسبؒ ابن دارم اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک روز عمرؓ ایک اونٹ والے کو مارتے ہوئے اور ڈانٹتے ہوئے دیکھے گئے۔ جس نے اپنے اونٹ پر بہت زیادہ بوجھ لادر کھا تھا۔'' (ص ۵۶)

خارشتی اونٹوں کے زخم اپنے ہاتھ سے دھوتے اور ان کی دوا دارو کرتے۔ کہتے تھے کہ: ''کہیں تمہارے بارے میں بھی مجھ سے سوال و جواب نہ ہو۔''

محاسبہ: ان کو اپنے محاسبہ کا یہاں تک خیال تھا کہ ہر وقت ان کی زبان پر یہ کلمہ رہتا کہ: ''اگر فرات کی موجوں میں بکری کا بچہ بھی مر گیا تو عمر ہی سے اس کے بارے میں حساب و کتاب ہوگا۔'' (ص ۵۶)

دنیا کے کاروبار میں محاسبہ اور یہ خیال کہ ہم کو ہمارے افعال و اعمال کا حساب و کتاب بھی دینا ہے۔ تقریباً ہر فرد و بشر کے لئے ضروری ہے اور پھر وہ اشخاص و رجال جو عوام کی فلاح و بہبود کی ذمہ داریاں اپنے دوش پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ اگر ان کی زندگی میں محاسبہ کا یقین واذعان ثانوی حیثیت رکھتا ہے تو اجتماعی زندگی کو اتنا بڑا دھکا لگتا ہے جس کا تدارک آسان نہیں بلکہ بہت دشوار ہے۔ کمیونسٹ ممالک ہوں یا امپریلزم دوست سلطنتیں، جمہوریت ہو یا ڈکٹیٹر شپ بہر حال ہر جگہ حل و عقد سے تعلق رکھنے والے ارباب اور نظم و نسق کے ذمہ دار اعمال و کردار میں محاسبہ کے یقین کو اس طرح فراموش کئے بیٹھے ہیں کہ ان کی زندگی میں محاسبہ کوئی حقیقت ہی نہیں۔ دنیا کی تباہی و بربادی ارباب سیاست کی اغراض پسندیاں اور اس کارخانہ عالم کا فساد معاشرہ کا اختلال بہت حد تک اسی ترک یقین کا بدیہی نتیجہ ہے۔ فاروقؓ اپنے اعمال کی جواب دہی ایک لابدی امر سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت عمرؓ کا مختصر مگر روشن و تابناک زمانے کا کاروبار بھی صدیوں سے فائق چلا آرہا ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ دنیا

اپنی ہمہ جہت اور ہمہ گیر ترقیوں کے باوجود ابن خطاب کی مثالی خلافت کا ادھورا نامکمل خاکہ بھی پیش نہیں کر سکی۔ فرات کی موجوں میں بحری کے بچہ کی غرقابی کو بھی عمرؓ ہی کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ مواخذہ و محاسبہ کے اس یقین کامل کا کیا ٹھکانہ ہے۔ عمرؓ کی اس خصوصیت کا دلچسپ اور عبرت افزا خاکہ پیش کرتے ہوئے مصنف نے یہ عجیب و غریب واقعہ سنایا ہے کہ: ”ایک دن زیاد نے حضرت عثمانؓ سے بیان کیا کہ ایک روز میں حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں عمرؓ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ابن عمرؓ آئے اور بیت المال سے کچھ لے کر بھاگ پڑے۔ عمرؓ نے چیخ کر کہا پکڑلو اور چھین لو۔ چھیننے والوں نے اس زبردستی سے چھینا کہ عمرؓ کا بچہ زار و قطار دھاڑیں مار کر رونے لگا۔“ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ”عمرؓ کی مثال نہیں پاؤ گے۔ عمرؓ کی اب کوئی نظیر نہیں۔ عمرؓ کا نمونہ ملنا بڑا مشکل ہے۔“

اور بات بھی کچھ ایسی ہے کہ اس قرن میں بھی فاروق اعظمؓ اپنی خصوصیات میں یکتا و یگانہ ہی رہے۔ آنحضور ﷺ نے بھی کچھ جان پہچان کر ہی آپ کو ”عبقری“ فرمایا تھا۔

ملکی احوال کا تجسس اور حکام کی خبر گیری

اعمال و کردار میں محاسبہ کے یقین کامل ہی کا نتیجہ تھا کہ عمرؓ اپنے حکام ولاۃ کے اعمال و اقوال کی بھی بڑی تندہی سے خبر گیری کرتے تھے اور ان کی جزئی حالات پر بھی اتنی کڑی نظر تھی کہ کوئی بھی عامل اپنے صحیح حالات و کوائف حضرت عمرؓ سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ امیر المومنینؓ نے اس سلسلہ میں جو اقدامات کئے تھے مصنف نے انہیں کی تفصیل بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ ان سب کے ساتھ خود عمال و حکام کو بھی حکم تھا کہ:

”اپنے اپنے صوبوں کو روانہ ہوتے وقت اپنے تمام سامان اور اشیاء کی فہرست مرکزی گورنمنٹ کے سپرد کر کے جائیں اور رخصت کے ایام گھر پر گزارنے کے لئے آئیں تو اپنا تمام سامان مملوکہ پر نظر کرائیں اور دن کے وقت میں مدینہ میں داخل ہوں تاکہ عوام و خواص دیکھ سکیں کہ ان کے پاس کیا کچھ ہے اور کیا نہیں؟۔“

مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ: ”اگر مرکزی خلافت کے پاس محفوظ فہرست سے اشیاء کی تعداد بڑھ جاتی تھی تو عمرؓ براہ راست سخت مواخذہ و محاسبہ کرتے اور حکام کو بتانا پڑتا کہ یہ سامان اور دیگر اشیاء آخر کہاں سے حاصل کیں؟۔“(ص ۲۸۲) لیکن اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت عمرؓ بڑے سخت گیر اور بے موقع و محل تشدد پسند تھے۔ ہرگز نہیں۔ انہوں نے جہاں اپنے عمال و حکام پر یہ پابندیاں عائد کی تھیں تو دوسری جانب اس کی بھی کوشش کی گئی تھی کہ مشاہرہ اتنی بڑی مقدار میں بروقت حکام کی جیب میں پہنچتا رہے جس کے بعد جلب زر کے ناجائز راستے اور زراندوزی کی غیر اخلاقی کی راہیں خود بخود بند ہو جائیں۔ چنانچہ اس کی اطلاع دیتے

ہوئے لکھا ہے کہ :

”حضرت عمار ابن یاسرؓ کو جب کوفہ کا والی منتخب کیا گیا تو ان کا مشاہرہ ۶۰۰ درہم تھا۔ حضرت عثمانؓ ابن حنیف کے ۱۵۰ درہم اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ۱۰۰ درہم ماہوار تنخواہ تھی۔ بکریاں ' غلہ کی بڑی مقدار سالانہ اور وقتاً فوقتاً بڑے بڑے عطیات جن کی تعداد بعض اوقات پانچ پانچ ہزار درہم پہنچ جاتی تھی۔ وہ اس مشاہرہ سے علیحدہ رہے۔“(ص ۱۶۱)

حکام کو اس قدر مالی وسعت دینے کے باوجود خود اپنی ذات پر خلافت کے کاروبار سے غیر استحقاقی طور پر ایک کوڑی بھی استعمال کرنے کے روادار نہیں تھے۔ چنانچہ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ امیر المومنین خود اپنے لئے کیا پسند فرمائیں گے تو اسی سوال کے جواب میں فرمایا :

”عمر کے لئے اللہ کے مال سے دو حلوں کے سوا اور کچھ بھی جائز نہیں۔ ایک لباس جو سردی میں کار آمد ہو اور دوسری پوشاک جو موسم گرما میں کفایت کرے۔“(ص ۱۶۱)

بڑی بڑی سلطنتوں کے تاجدار ' نام نہاد جمہوری حکومتوں کے وزراء خواہ وہ مرکزی ہوں یا صوبائی ' تعیش اور راحت کوشی کی جو پرکیف اور پرسرور زندگی گزار رہے ہیں محاصل اور ہزارہا ٹیکس کے عنوانات پر غریب عوام کی دولت لوٹ گھسوٹ کر دنیا بھر کے لذائذ اور تعیش لوازمات کو بے دھڑک پورا کر رہے ہیں وہ تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ فارس و عجم ' نوشیرواں اور کسریٰ کی حکومتوں کو الٹنے والا باشوکت و حشمت فاروقؓ اپنی ذات خاص پر عوام کی خون پسینہ کی کمائی ہوئی دولت کس حد تک خرچ کرنے کا روادار تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جو حکومتیں دنیا میں قائم ہوئیں آج کل حکومتوں کے کاروبار میں ان سے سبق نہ لے کر دنیا اپنا بڑا نقصان کر رہی ہے۔

عوام و حکام کا باہمی رشتہ

حکومت متسلطہ کے ذمہ دار اور رعایا کے افراد میں جو کشاکش ہمہ اوقات قائم رہتی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ آئے دن ہڑتال ' اسٹرائک ' ستیہ گرہ ' توڑ پھوڑ اور اکثر ملوں اور کارخانوں میں ابتری پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔ استبداد پسند گورنمنٹ تو درکنار جمہوری طرز پر کام چلانے والی حکومتیں بھی اس بڑھتے ہوئے مرض کا علاج اور موثر مداوا دریافت کرنے سے تقریباً عاجز ہیں۔ بھوک اور افلاس سے پٹے ہوئے عوام ' حکومت کے کاروبار پر منتقمانہ انداز میں حملہ آور ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں کروڑ ہا بلکہ اربوں روپے کا نقصان سامنے آتا ہے۔

جواب میں حکومت وقت بپھرے ہوئے شیر کی طرح دوڑتی ہے جس سے ہزاروں اور لاکھوں عوام گولیوں کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ کشتیوں کے پشتے لاشوں کے ڈھیر' خون کی ندیاں' زخمیوں کی چیخ وپکار' یتیموں اور بیوائوں کے نالہ وشیون اور ان حسرت انگیز دہشت خیز آوازوں میں گولیوں کی خوفناک آوازیں ہر وقت اور ہر جگہ سنی جاسکتی ہیں۔ عوام اور حکومتوں میں یہ کشاکش اور منافرت یقیناً اس بات کا نتیجہ ہے کہ دونوں طبقے اپنے حدود اور اپنی ذمہ داریوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ حضرت عمرؓ نے پہلے ہی ان دونوں جماعتوں کو ان کی حقیقی ذمہ داری اور حدود سے واقف کیا۔ چنانچہ مصنف نے لکھا ہے کہ:

''حکام کو بار بار کہتے تم رعایا کے خادم ہو اور عوام کو تنبیہ کرتے کہ یہ تمہارے والی ہیں۔ ان کی اطاعت کرو اور سرکشی وعدوان سے ہرگز کام نہ لو۔''

اور اس کے ساتھ حکام کو یہ بھی بتایا جاتا کہ: ''تمہارے اور عوام میں کوئی فرق نہیں اور نہ کوئی امتیاز۔ بجز اس کے کہ تم ان کے امور کے نگران اور ذمہ دار ہو۔''(ص ۱۶۳)

اندازہ ہو سکتا ہے کہ جب عوام اور ذمہ دار کو بڑی قوت کے ساتھ اپنے اپنے حدود کو پیہم بتایا جارہا ہے اور وہ بھی سمجھ رہے ہیں تو پھر ملکی ترقی خوشحالی کی کیا حالت ہوگی اور رعایا اور حکام میں یگانگت اور رشتہ اتحاد کس قدر مظبوط وپائیدار ہوگا۔ موجودہ حکومتوں کی بہت سی بے چینیاں عمرؓ کے اس طریق کار پر کاربند ہونے سے یقیناً ختم ہوسکتی ہیں۔

دوررس نگاہ: امیر المومنین کو جو فراست اور سوجھ بوجھ قدرتی طور پر حاصل تھی اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ مفاسد کے چھوٹے چھوٹے بلکہ بڑے حقیر رخنوں پر بھی نظر رکھتے تھے اور اجتماعی وانفرادی زندگی میں جن گوشوں سے بھی برائیوں کے پھوٹ پڑنے کا اندیشہ ہوتا فوری طور پر ان کو بند کیا جاتا۔ چنانچہ ایک شخص کو صرف اس وجہ سے پیٹا گیا کہ وہ اکڑ اکڑ کر چلتا۔ حضرت عمرؓ نے تنبیہ کی تو بولا کہ میں اپنی طبعی رفتار کو بدلنے پر قادر نہیں۔ پیٹا۔ لیکن رفتار وہی رہی۔ پھر پیٹا گیا تو رفتار بدل چکی تھی اور دعا دیتے ہوئے بولا کہ: ''امیر المومنین! خداوند تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے شیطان سے پیچھا چھڑادیا۔''(ص ۲۰۲)

لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک عورت کو دیکھا جو بیش قیمت لباس پہنے ہوئے بہت اکڑ اکڑ کر چل رہی تھی۔ دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ یہ باندی ہے۔ عمرؓ نے فوراً ہی درہ سے مارا اور کہا کہ:

''شریف اور بڑے گھر کی عورتوں سے مشابہت پیدا کرنے کے لئے اکڑ کر چلتی ہے۔''(ص ۲۰۱)

ایک شخص کو دیکھا گیا کہ سر کو جھکائے ہوئے مصنوعی صوفیانہ انداز میں چلا جارہا ہے۔ پیچھے سے عمرؓ کا درہ سر پر پڑا اور اس کے ساتھ ایک گرج دار آواز کہ: ''سر اٹھا کر چلو۔ زہد واتقاء اس کا نام نہیں۔''

امیر المومنین کی زندگی کے ان چند واقعات اور مثالوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کی دور بین نظر اور مومنانہ فراست کے حدود اور بال و پر کس قدر وسیع اور کتنے مضبوط تھے۔ چھوٹی سے چھوٹی اور حقیر سے حقیر چیز پر ان کی نظر تھی اور مفاسد کے تعفن انگیز پھوڑوں اور زخموں پر نظر رکھنا اور پھر ان کا کامیاب و موثر مداوا کرنا صرف حضرت عمرؓ ہی کی خصوصیت ہے۔

شاداب مزاج فاروقؓ: مورخین کا قلم فاروقؓ کا سراپا کچھ اس طرح تیار کرتا ہے کہ وہ بہت خشک مزاج اور تشدد پسند اور سخت گیر قسم کے آدمی تھے جن کی طبیعت میں لچک نہیں تھی اور انتہا پسندی کے خار دار تار ان کے حدود اربعہ پر کھنچے ہوئے ہیں۔ اس قلم کاری اور تصور کشی میں یورپ کے متعصب مورخین کے ساتھ اسلام ہی کے حلقے سے وہ ناواقف بھی شریک ہو گئے جن کو فاروقؓ کی عدالت اور انصاف پسندی ایک آنکھ نہیں بھاتی اور چاہتے ہیں کہ زبردستی بلکہ خواہ مخواہ فاروق اعظمؓ کی شخصیت کو کسی نہ کسی عیب اور کسی نہ کسی برائی کے ساتھ ملوث کر چھوڑیں۔ خدا جانے دیوانوں کی یہ جماعت تاریخ کی ان موثق شہادتوں کو جن سے ان کے مزعومات وباطل دعاوی کی تردید ہو رہی ہے تاریخ کے صفحات سے کھرچ کر پھینکنے کی کیا صورت سمجھ و سوچ بیٹھی ہے۔ صاف بات ہے اور بہت بے غبار حقیقت کہ جب تک تاریخ کے صفحات ان حقائق سے مزین و آراستہ ہیں اس وقت تک امیر المومنین فاروق اعظمؓ کے سراپا کو بگاڑنے والے اس جد و جہد میں اپنی ہی شخصیت اور زندگی کے خدوخال بگاڑتے رہیں گے۔ لیکن مقالہ نگار کی یہ معروضات بھی بے انصافوں کے ہنگاموں اور شور وغل میں صدا بصحرا سے زیادہ حیثیت رکھتی ہیں۔

مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

اس لئے بہتر یہی ہے کہ مورخین کی تعریضات کے اس سلسلہ کو چھوڑ کر جو یقیناً بے اثر اور غیر مفید ہی ہے ابن خطاب کی سیرت سے چند وہ گوہر پارے سامنے لائے جائیں جن سے انفرادی واجتماعی زندگی کے جھمیلوں میں معلوم ہوگا کہ اسلام کا یہ غیور فرزند کس درجہ شاداب مزاج اور تروتازہ طبیعت کا مالک تھا۔ مصنف نے لکھا ہے کہ:

''حضرت عمرؓ شعر وادب سے بھی کافی ذوق رکھتے تھے۔ ایک رات مکہ کی طرف جانے والے قافلہ میں

شعر پڑھنے کی آواز آئی تو عمرؓ بھی اپنی اونٹنی دوڑاتے ہوئے وہاں جا پہنچے۔ کچھ دیر صبح تک شعر سنتے رہے۔ رات کا آخری حصہ تھا۔ جلد ہی اذان ہوگئی اور آپ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے آئے۔“(ص ۱۰۵)

اسی طرح امیر المومنین کے شعر و شاعری کے ذوق کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”کبھی کبھی اشعار لہک لہک کر پڑھتے رہتے تا آنکہ صبح ہو جاتی۔“(ص ۱۲۱)

سچ یہ ہے کہ عسکری مزاج فاروقؓ روز و شب کی مسلسل اور انتھک محنتوں اور مشغولیتوں کے بعد ایسے دل کش و دلفریب مشاغل سے لطف اندوز ہونے کے بہت زیادہ ضرورت مند بھی تھے۔ تاہم کم از کم ان واقعات سے اس قدر تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کی زندگی پر خشک پسندی و خشونت آمیزی کا الزام غلط ہے۔ یہ تو عمرؓ کی انفرادی زندگی تھی۔ لیکن اجتماعی زندگی کی حد تک تو ان کے یہاں اتنی وسعت ہے کہ شاید ان کی زندگی کے خاص اس رخ کو مکدر کرنے والے کوہ کندن و کاہ بر آوردن سے زیادہ کچھ نہیں پا سکیں گے۔

ابو عبیدہؓ نے لکھا کہ انطاکیہ میں مسلمان فوجوں کو زیادہ دنوں تک ٹھہرنے نہ دیا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس شاداب علاقہ کے دلفریب مناظر اور خوش گوار آب و ہوا رعنائی و دل کشی فوجوں میں تعطل اور سستی پیدا کردے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو مسلمانوں کا عسکری نظام ٹوٹ جائے گا اور جنگی مہارت پر مسلمان بری طرح پٹ جائیں گے۔ حضرت عمرؓ نے اسی سفارش پر جو کچھ تحریر فرمایا سنانے کی صرف وہی چیز ہے۔ لکھا تھا کہ:

”خداوند تعالیٰ نے متقین اور اعمال صالحہ کرنے والے مومنین پر اپنی نعمتیں حرام نہیں کیں۔ چنانچہ اس کا ارشاد ہے کہ:”یا ایها الرسل كلو من الطيبات وعملوا صالحا انی بما تعملون عليم .“(ص ۱۳۷)

یہ ہیں وہ عمرؓ جن کو مورخ کی قلم کاری ایک سخت گیر متشدد اور تارک الدنیا ثابت کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ حضرت عمرؓ کی زندگی میں بڑا توسع تھا اور وہ ہمہ گیر مزاج کے مالک تھے۔ ہاں اتنا ضرور تھا کہ بیت المال کے اموال میں تصرف ذرا بھی جائز نہیں رکھتے تھے۔ اپنے ذاتی اندوختہ سے بڑی فراغت کے ساتھ اپنی ذات پر احباب پر اور اہل و عیال پر خرچ کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت حذیفہؓ ابن الیمان کا بیان ہے کہ ایک روز میں عمرؓ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے مجھے کھانے پر بلایا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے سامنے عمدہ روٹی اور بہترین روغن زیتون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ امیر المومنین! آپ دنیا کو تو اس کے کھانے سے منع کرتے ہیں اور خود کھا رہے ہیں۔ جواباً فرمایا کہ:

”حذیفہ یہ میرا اپنا مال ہے اور جس سے منع کرتا ہوں وہ مسلمین کے اموال ہیں۔“(حوالہ مذکور)

بات اصل میں وہی ہے کہ سمجھانے والے حضرت عمرؓ کی اسی احتیاط پسندی کو تشدد پسندی اور مصنوعی زہد کا نام دے کر ہر برے عنوان سے سمجھا رہے ہیں۔ان ستم ظریفوں پر اس سے زیادہ کیا کہا جا سکتا ہے :

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

تیر اندازی اور شہسواری

حضرت عمرؓ کی مشہور بلکہ شہرہ آفاق شجاعت و بہادری غیر معمولی قوت جسم جس کے واقعات عوام کی زبانوں پر بھی سنے جاتے ہیں۔ یہ ان کی وہی جلادت اور قوت ہے جس سے اسلام کو بھی بہت بڑا فائدہ پہنچا۔ مصنف نے اس سلسلہ میں یہ بھی ایک عجیب دلچسپ روایت سنائی ہے کہ عمرؓ چاہتے تھے کہ مسلمان بچوں کو بھی پہلے دن سے بہادری اور شجاعت کے سبق پڑھائے جائیں تاکہ امت میں ہر وقت خالدؓ وابو عبیدہؓ عمرو بن عاصؓ جیسے مشہور اور بے باک جرنیل پیدا ہوتے رہیں اور ایک کھیپ کے بعد دوسری کھیپ سامنے آکر جانے والوں کی جگہ لیتی رہی۔چنانچہ لکھا ہے کہ :

"حضرت عمرؓ کو اصرار تھا کہ مسلمان بچوں کو شہسواری' تیر اندازی کی تعلیم مکمل طور پر دی جائے۔"

اگر پچھلے اسی زریں اصول پر عمل کرتے رہتے تو مسلمانوں کی تاریخ میں واجد شاہ اور محمد شاہ کے ایسے قصوں کے بجائے جن میں نسوانیت کے شرمناک اور عبرتناک مواقع بکثرت آتے ہیں ہمت و بے باکی شجاعت وبہادری کے انمٹ تذکرے نظر آتے۔واجد علی شاہ کی لطف اندوزیاں اودھ کی حکومت کا تختہ نہ الٹتیں اور مغلیہ خانوادہ کی عیش سامانیاں مسلمانوں کو بے تخت و تاج نہ بناتیں۔ایک طرف دوسری قومیں فتح و سربلندی کی طرف بڑھ رہی ہیں۔دوسری طرف مسلمانوں کی خصوصیات ان کی بداعمالیوں کے سبب دوسری قوموں کا طرہ امتیاز بن رہی ہیں۔اس پر کیا کہا جا سکتا ہے سوائے اس کے کہ :

غنی روز سیاہ پیر کنعاں راتما شاکن
که نوردین اش روشن کند چشم زلیخا را

بہر حال یہ تھے وہ عمرؓ جو اسلام کا غیور فرزند ہے۔اسلام کے انقلاب آفریں دور کا سنگ میل ہے جس کا وجود اسلام اور مسلمانوں کے لئے حصن حصین تھا اور جس کی وفات نے ایک مثالی حکومت' ایک انصاف پسند خلافت اور ایک بیدار مغز سیاست کا دور ختم کر دیا۔بلاشبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عمرؓ کی موت پر بالکل صحیح کہا تھا کہ :ان موت عمر ثلمته فی الاسلام لا ترتق الی یوم القیامة!

مولانا اللہ وسایا

حضرت امام طحاویؒ

امت نے جن محدثین کے مجموعوں کو صحاح ستہ کا درجہ دیا ان کے ہم عصر امام طحاویؒ بھی ہیں جو علم و تحقیق میں مجددانہ شان رکھتے ہیں۔ محدثین اپنی کتابوں میں بحث و تحقیق کے بغیر روایت نقل کرتے چلے آتے ہیں۔ امام طحاویؒ نے بحث و تحقیق کی جدید راہ کھولی۔ طحاوی کی شرح معانی الآثار اپنی خصوصیات و فوائد کے لحاظ سے تمام کتابوں پر ممتاز مقام رکھتی ہے۔ امام طحاویؒ کا نام احمد اور ابو جعفر کنیت ہے۔ الازدی' الحجری' المصری' الطحاوی نسبت ہے۔

نسب نامہ یوں ہے۔ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ الازدی الحجری المصری الطحاوی۔ جمہور محدثین و مورخین کا اس نسب نامہ پر اتفاق ہے۔ یمن کے مشہور قبیلہ ازد کی شاخ حجر سے تعلق تھا۔ اس لئے ازدی اور الحجری کہلائے۔ امام صاحب کے آباؤ اجداد فتح اسلام کے بعد مصر آکر آباد ہوئے۔ اس لئے المصری کہلائے۔ صعید مصر میں ایک گاؤں ہے۔ اس کی طرف منسوب ہو کر طحاوی کہلائے۔ سن پیدائش میں دو قول ہیں۔ ۲۳۸ ہجری اور ۲۲۹ ہجری۔ مگر دوسرے کو ابن ذہبی اور مورخ ابن خلطان نے ترجیح دی ہے۔ سن وفات جمہور کی رائے کے مطابق ۳۲۱ ہجری ہے۔ قبر مبارک مصر میں ہے۔ امام شافعیؒ کے مزار مبارک سے پہلے واقع ہے۔ مصر وہ سرزمین ہے جہاں تین سو صحابہ کرامؓ کے قدم مبارک پڑے۔ حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے ''الدا السحابہ فی من دخل مصر من الصحابہ۔'' کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ جن میں ان صحابہ کرامؓ کا تذکرہ کیا ہے۔ مصر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں حضرت عمرو بن العاصؓ نے فتح کیا تھا۔ صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کے دور میں علم کی کثیر مسندیں یہاں قائم ہوئیں۔ اس کی جلالت شان امام شافعیؒ کے تلامذہ تک برقرار رہی۔ ۳۵۸ ہجری میں عبیری رافضیوں کے باعث اس میں ضعف آگیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے شاگرد حضرت نافع کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مصر کا معلم بنا کر بھیجا تھا۔ حضرت لیث بن سعد یہاں کے باشندہ تھے۔ مصر میں امام طحاوی طلب علم کے لئے تشریف لائے۔ اپنے ماموں امام مزنیؒ جو حضرت امام شافعیؒ کے اجل تلامذہ میں سے تھے ان سے علم حاصل کیا۔ اس لئے حضرت امام طحاویؒ ابتداء میں شافعی المسلک تھے۔ مگر جب احمد بن عمران حنفی سے استفادہ کیا تو فقہ حنفی کے متبع ہو گئے۔ محمد بن احمد شروطی نے امام طحاویؒ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے ماموں مزنی کی کیوں مخالفت کی۔ اور کیوں حنفی مسلک قبول کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرے ماموں خود اکثر

احناف کی کتابوں کو پڑھتے تھے۔ چنانچہ میں بھی فقہ حنفی کی طرف منتقل ہو گیا۔ امام طحاویؒ اپنے ماموں مزنی کو دیکھ کر خود امام ابو حنیفہؒ کی کتب کا مطالعہ کیا۔ ان کتابوں نے آپ کو فقہ حنفی کا گرویدہ بنالیا۔ خود امام مزنی بھی امام ابو حنیفہؒ کی طرف مائل تھے۔ جیسا کہ مختصر فرنی سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بہت سے مسائل میں امام شافعیؒ سے اختلاف کیا ہے۔ اس سے وہ بہت سے واقعات جو لسان المیزان میں منقول ہیں۔ وہ سب بے سند وخلاف درایت قرار پاتے ہیں۔

مصر کے اکثر محدثین سے آپ نے استفادہ کیا۔ ایک سال کے لئے شام کا سفر بھی کیا۔ علامہ کوثری فرماتے ہیں امام طحاویؒ کے شیوخ میں مصری، مغاربہ، یمنی، بصری، کوفی، حجازی، شافعی، خراسانی حضرات نظر آتے ہیں۔ جن سے امام طحاویؒ نے اخبار و آثار کا علم حاصل کیا۔ آپ ان شیوخ سے تحصیل علم کے لئے مصر سے باہر نہیں گئے۔ البتہ ان امصار کے شیوخ جب مصر وارد ہوئے امام طحاویؒ ان سے استفادہ کا موقعہ نہ جانے دیتے۔ چنانچہ امام طحاویؒ ان سب کے علم کے جامع ہو گئے۔ ان کے شیوخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس دور کے ہر خرمن حدیث سے خوشہ چینی کی۔ جن میں امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے شیوخ بھی ہیں۔ کیونکہ امام بخاریؒ کا سن وفات ۲۵۶ ہجری ہے۔ اس وقت امام طحاویؒ ستائیس سال کے تھے۔ اسی طرح امام مسلمؒ نے ۲۶۱ ہجری میں وفات پائی۔ اس وقت امام طحاویؒ ۳۲ سال کے تھے۔

امام طحاویؒ امام مالکؒ اور امام محمدؒ کے واسطے سے امام اعظمؒ کے بھی تلمیذ ہیں۔ تفصیل کے لئے مقدمہ امانی الاحبار ملاحظہ ہو۔ آپ کے تلامذہ کی بھی لمبی فہرست ہے۔ امام صاحب حفظ حدیث کے ساتھ فقہ واجتہاد میں ممتاز اور بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ ملا علی قاریؒ نے آپ کو محدثین کے طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی طرح مجتہدانہ شان رکھتے تھے۔ چنانچہ انہی کی طرح بعض مسائل میں امام صاحب سے اختلاف بھی کیا ہے۔ اس لئے ان دونوں سے آپ کا مرتبہ کم نہ تھا۔ فن رجال، جرح و تعدیل میں آپ کامل دسترس رکھتے تھے۔ اس فن پر آپ نے مستقل تصانیف بھی لکھی تھیں۔ جو آج ناپید ہیں۔ مشکل الآثار میں جہاں آپ رواۃ پر اور معانی الآثار میں احادیث متعارضہ پر کلام کرتے ہیں تو اس سے ان کے نقد و جرح پر دسترس کی شان کا علم ہوتا ہے۔ ان کو اعلم الناس بمذہب الامام ابو حنیفہ بھی کہا گیا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر مالکی فرماتے ہیں کہ امام طحاویؒ کوفیین کے سیر و اخبار اور فقہ کے بڑے عالم تو تھے ہی دیگر مذاہب سے بھی واقف تھے۔

ابن حماد حنبلی فرماتے ہیں: "شیخ الحنفية الثقه الثبت برع فی الحديث والفقه "علامہ

بقیہ: صفحہ 26 پر

مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

یوم عاشورہ

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عاشورہ اور عاشورہ کے دن کی تمام تر فضیلت اس وجہ سے ہے کہ اس دن سیدنا حضرت حسینؓ کربلا کے میدان میں شہید ہوئے۔ لوگوں کے یہ خیال اس قبیح رسم کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں جو اب کچھ دنوں سے ہندوستان کے چپہ چپہ پر بلا رد و کد عمل میں آرہی ہے۔

عاشورہ کا دن نہ صرف اسلام میں قابل عظمت و اجلال کا دن منایا گیا ہے بلکہ امم سابقہ میں بھی یہ دن بہت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یہود و نصاریٰ بھی اس کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ: "کان یوم عاشوراء یوم الیہود ویتخذونہ عیدا فقال رسول اللہﷺ صوموہ انتم." عاشورہ کے دن یہود بہت عظمت کرتے تھے۔ اور اس دن عید مناتے تھے۔ رسول اللہﷺ نے (یہ دیکھ کر) مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم بھی روزہ رکھو۔

ایک روایت میں ہے کہ: "کان اھل خیبر یصومون یوم عاشوراء ویتخذونہ عیداً ونساء ھم فی حلیھم وثیابھم فقال رسول اللہﷺ فصوموہ انتم." عاشورہ کے دن اہل خیبر (یہودی) روزہ رکھا کرتے تھے اور عید مناتے تھے اور اپنی عورتوں کو عمدہ عمدہ زیور اور پوشاکیں پہناتے تھے (ان باتوں کو دیکھ کر) رسول اللہﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم بھی روزہ رکھا کرو۔

یہود و نصاریٰ کے یہاں اس دن کی اس لئے عظمت نہیں ہوتی کہ محض ان کے آباؤاجداد نے اس کو خوشی کا دن مقرر کر دیا تھا۔ بلکہ وہ لوگ اس لئے اس دن کی تعظیم کرتے تھے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعونیوں کے پنجہ ظلم سے نجات دی تھی اور اسی دن فرعون مع اپنے لشکر کے دریا میں غرق کیا گیا تھا۔ (بخاری و مسلم وابوداؤد)

قریش بھی اس دن کو بہت متبرک خیال کرتے تھے۔ کیونکہ آج ہی کے روز کعبہ مکرمہ کی پوشش ہوئی۔ (بخاری و مسلم)

اور روایتوں میں بھی وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس روز حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی۔

ابوالعرب ابراھیم خلیل اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے دیکھا تو آپ نے پوچھا یہ روزہ کیوں رکھتے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل نے فرعون کے ظلم سے نجات پائی اور وہ مع اپنی ذریت کے غرق ہو گیا.......... تو موسیٰ علیہ السلام نے شکریہ میں روزہ رکھا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"انا احق بموسیٰ منکم۔ "میں تمہاری بہ نسبت موسیٰ کا زیادہ حق دار ہوں۔

اسلام نے جب کسی دن یا رات کو لائق عظمت واحترام ٹھہرایا اور مسرت کا حکم دیا ہے تو اس کے ساتھ کسی نہ کسی عبادت کو ضرور منسلک کر دیا ہے۔ جمعہ کو یوم عید قرار دیا تو اس میں غسل وتزئین کے ساتھ ساتھ ایک نماز بھی فرض کر دی۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں اگر ایک طرف تجمل وتزئین کی اجازت دی تو ایک نماز بھی واجب کر دی۔ لیلۃ القدر کو معظم ومحترم قرار دیا تو اس میں عبادت کو شامل کر دیا۔ ایسے ہی عاشورہ کے دن کو افضل الایام بعد الرمضان کا طرہ امتیاز عطا کیا تو اس میں بھی روزہ رکھنے کو مسنون فرمایا۔

جب تک رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے اس وقت تک عاشورے کا روزہ فرض تھا۔ مگر صوم رمضان کی فرضیت کے بعد روزہ عاشورہ کی فرضیت ساقط ہو گئی۔ مگر سنت اب بھی ہے اور اس کے بڑے بڑے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے: "ان رسول اللہ ﷺ قال افضل الصیام بعد شہر رمضان شہر اللہ المحرم۔ مسلم' ابوداؤد' ترمذی' نسائی"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کے روزوں کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ اللہ کے مہینہ محرم کا ہے۔

حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے: "قال صیام عاشورا انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ السنتی قبلہ۔ ترمذی"

عاشورہ کے روزہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ یہ سال گزشتہ کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ محدثین لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے صغائر کا معاف ہو جانا تو یقینی ہے اور کبائر گناہوں کی بھی امید رکھنا چاہئے۔ چونکہ یہ روزہ یہود ونصاریٰ میں رائج تھا۔ لہذا تشبہ بالکفار سے بچنے کے لئے حضور ﷺ نے فرمایا تھا: "لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع۔ "اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا۔

مگر آئندہ سال تک آپ کی حیات شریف ہی نے وفا نہ کی۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون!

حنفیہ کا یہی مذہب ہے کہ (یہود کی مشابہت سے بچنے کے لئے) جو شخص عاشورہ کے روزہ کا ارادہ کرے۔ اس کو چاہئے کہ ایک روزہ اس کے ساتھ اور ملالے۔ خواہ نویں کا یا گیارھویں کا۔ نویں تاریخ کا روزہ افضل ہے۔

حضرت عطاء بن سائب سے روایت ہے کہ: ''قال سمعت ابن عباسؓ یقول صوموا التاسع والعشرو خالفوا الیهود۔ ''حضرت عطاء فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن عباسؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ محرم کی نویں اور دسویں تاریخ کو روزہ رکھا کرو اور یہود کی مخالفت کیا کرو۔

واضح رہے کہ حضرت فخر الانبیاء ﷺ کی شریعت قدسیہ نے اس دن کے لئے دو اور صرف دو کام تجویز کئے ہیں۔ اول روزہ، دوسرے توسیع علی العیال۔ روزہ کا حکم جن روایات میں ہے وہ نہایت اعلیٰ مؤثق ہیں۔ اکابر صحابہ کرامؓ اور خود حضور ﷺ کا عمل ثابت ہے۔

حافظ الاسلام زین الدین عراقی اپنی امالی میں فرماتے ہیں کہ: ''ان النبی ﷺ قال من وسع علی عیاله واهله یوم عاشورا وسع اللّٰه علیه سائر سنة۔ ''نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال کے کھانے پینے وغیرہ میں وسعت دے اللہ تعالیٰ اس پر تمام سال وسعت دیتا رہے گا۔

توسیع کی فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں ان کی بابت محدثین کا اختلاف ہے۔ بعض موضوع کہتے ہیں۔ بعض حسن۔ ابن حبان وغیرہ حسن فرماتے ہیں ابن جزری اور ابن تیمیہ ابن قیم وغیرہ موضوع کہنے والوں میں ہیں۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ ان روایات کا رتبہ حسن لغیرہ سے کم نہیں ہے اور حسن لغیرہ حجت ہے۔ (ماثبت بالسنۃ)

ان دو اعمال کے علاوہ چونکہ اس تاریخ میں فرزندان رسول خاندان زہراؓ پر قیامت خیز واقعہ بھی پیش آیا ہے۔ اس لئے موافق احادیث کے جب کوئی مصیبت پیش آئے یا یاد آئے تو ان للّٰہ وانا الیه راجعون! پڑھنا چاہئے۔ لہذا اس دن ایک عمل یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اس دن استرجاع کا زیادہ ورد کرے۔

محرم میں عاشورہ ہونے کے علاوہ بھی خود بہت فضیلت ہے۔ حضرت علیؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ سید الشہر محرم اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ: ''قال من صام ثلثة ایام من شهر الحرم الخمیس والجمعة والسبت کتب له عبادة سنتین۔ ''حضرت انسؓ فرماتے ہیں جو شخص محرم میں جمعرات جمعہ اور شنبہ کو روزہ رکھے اس کے لئے دو سال کی عبادتیں لکھی جاویں گی۔

مولانا اللہ وسایا

بکھرے موتی

امام بخاریؒ اور غیبت: فن تاریخ میں امام بخاریؒ کی التاریخ الکبیر محقق نسخہ ۹ جلدوں پر مشتمل ہے۔التاریخ الاوسط اور التاریخ محقق نسخہ دو دو جلدوں پر مشتمل ہیں اور فن تاریخ ایک ایسا فن ہے جہاں کسی امر کا اظہار کرنا عموماً مورخ غیبت نہیں جانتے۔لیکن آپ نے جہاں کہیں تاریخ میں رواۃ کے طریق معاشرت اور ان کی خصوصیات زندگی سے بحث کی ہے وہاں اگر کسی راوی کے طریق معاشرت سے کسی قسم کے عیب کا اظہار ہوتا ہے اور جس کی وجہ سے امام صاحبؒ نے اس کو غیر معتبر قرار دینا چاہا یا اس کی روایت کو متروک یا ساقط الاعتبار خیال کیا ہے تو فرمایا کہ راوی کا حال غور طلب اور مشکوک ہے۔امام صاحب فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ مجھ سے غیبت کا سوال نہ ہوگا۔(حضرت امام بخاریؒ کے حالات ص ۳۰ مولفہ سید ابوالحسن بھوپالی)

حضرت جالندھریؒ اور فضول خرچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رہنماؤں میں سے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ (مجلس کے یوم تاسیس سے) زندگی بھر مجلس کے آمد و صرف کے مسئول رہے۔آپ کی امانت و دیانت مثالی تھی۔اتنی مثالی کہ اسے قابل رشک ملائکہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ایک بار مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ سے ایک جماعتی امر میں تذکرہ ہوا۔آپ نے فرمایا کہ مفتی صاحبؒ! حق تعالیٰ شانہ ممکن ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے جماعتی فنڈ میں بخل کی بابت سوال کریں کہ آپ نے بخل کیوں کیا؟۔لیکن مجھے یقین ہے کہ جماعتی فنڈ میں فضول خرچی کی بابت اللہ تعالیٰ کبھی سوال نہ فرمائیں گے۔اس لئے کہ زندگی میں میں نے کبھی فضول خرچی نہیں کی۔(العظمة للہ ولرسولہ)

سیدہ آمنہ علیہا السلام اور چراغ بی بی

قادیانی وہ بدنصیب اور محروم القسمت لوگ ہیں جو مرزا قادیانی جیسے بدنصیب کو آنحضرت ﷺ کے قائمقام سمجھتے ہیں۔جیسا کہ یعقوب علی تراب قادیانی نے ایک کتاب لکھی۔اس کا نام رکھا حیات النبی۔یعنی سیرۃ

مسیح موعود (مرزا قادیانی) اس کے ص ۱۴۳ پر یہ روح فرسا و ایمان سوز جملہ لکھا: "پھر اس (مرزا قادیانی) کا آنا اسی محسن و آقا کا آنا ٹھہرا صلی اللہ علیہ وسلم" اسی کتاب میں وہ آنحضرت ﷺ کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ علیہا السلام اور مرزا قادیانی ملعون کی والدہ چراغ بی بی کا تقابل کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"دنیا کی عورتوں میں جو ممتاز خواتین ہیں ان میں حضرت آمنہؓ خاتون اور حضرت چراغ بی بی صاحبہ (مرزا قادیانی کی والدہ) ہی دو عورتیں ہیں جنھوں نے ایسے عظیم الشان انسان دنیا کو دیئے جو ایک عالم کی نجات اور رستگاری کا موجب ہوئے۔" (کتاب مذکورہ ص ۱۴۳)

دیکھئے کس طرح قادیانی بد نصیب آنحضرت ﷺ اور انگریز کے ناوٹ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کا .... آپ ﷺ کی والدہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی والدہ میں توازن قائم کر کے عذاب خداوندی و قہر الٰہی کے مستحق بنتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی کذب بیانی

مرزا غلام احمد قادیانی نے شہادۃ القرآن ص ۸۰ پر لکھا ہے کہ: "منشی عبداللہ آتھم امرتسری ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینہ تک مر جائے گا۔ اس حساب سے ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء تک اس کو مر جانا چاہیے تھا۔ مگر وہ مرا ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو۔ (انجام آتھم ص ۱، خزائن ج ۱۱ ص ۱)

اس حساب سے ایک سال دس ماہ کچھ دن بعد مرا۔ لیکن مرزا قادیانی ایک سال دس ماہ کچھ دن کو (یعنی دو سال سے کم مدت کو) اپنی کتاب تریاق القلوب ص ۱۰۱، خزائن ج ۱۵ ص ۳۶۶ میں دو سال سے کچھ زیادہ قرار دیتے ہیں: تیرا ایک ہی اشارہ کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے کو

اہل منطق اور شاعر

اہل منطق کہتے ہیں کہ ضدین اور یا نقیضین (یعنی دو متضاد باتیں) جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس پر کسی زندہ دل شاعر نے رباعی کہی:

مثالے را کہ درشرطیہ گفتہ
بگو بامنطقی کیں ہست مردود
رخ وزلفان یارم رانگاہ کن
کہ شمس طالع است ولیل موجود

یعنی منطقی جو کہتے ہیں کہ سورج اور رات باہمی متضاد ہیں (اس لئے جمع نہیں ہو سکتے) یہ غلط ہے۔ دیکھو میرے دوست کا چہرہ تو سورج اور اس کی زلفیں رات ہیں۔ پھر یہ کیوں جمع ہیں؟:

استاد ہاتھ لا کیسے کہی؟

تضادات مرزا

مرزا قادیانی نے انجام آتھم ص ۱۸۳ خزائن ج ۱۱ص ۱۸۳ میں لکھا ہے کہ:

"وہ پسر موعود میری صلب میں متحرک ہوا اور اپنے بھائیوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا میرے تمہارے درمیان ایک دن کا فاصلہ ہے۔ یعنی ایک سال کا۔ میں جلد آجاؤں گا۔"

جبکہ مرزا قادیانی نے اپنی دوسری کتاب تریاق القلوب ص ۴۱ خزائن ج ۱۵ص ۲۱۷ میں لکھا کہ:

"یہی موعود لڑکا جو ماں کے پیٹ میں بولا اور بھائیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کا فاصلہ ہے۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔"

پہلے حوالہ میں ایک دن سے مراد ایک برس۔ دوسرے حوالہ میں ایک دن سے دو برس مراد لئے۔ ایسے کیوں ہوا؟۔ اس لئے کہ انجام آتھم میں پیشگوئی درج کی کہ وہ ایک دن یعنی ایک برس میں پیدا ہوگا۔ مگر چونکہ وہ پیدا دو برس بعد ہوا۔ تو ایک دن سے مراد دو برس لے لئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کہ وہ بھی مر گیا۔ مرزا قادیانی نے جھوٹ پر جھوٹ بولا۔ لیکن آخر کار اس لڑکے نے مر کر مرزا قادیانی کے جھوٹ کو "ننگا" کر دیا۔

بقیہ: امام طحاویؒ

ابن جوزی نے فرمایا: "کان ثبتاً فہماً فقیہاً عاقلاً ." امام صاحب کی متعدد تصانیف ہیں۔ بعض حضرات نے تینتیس کی فہرست بھی شائع کی ہے۔ شرح معانی یا معانی الآثار ایک چیز ہیں۔ اسے ملا علی قاریؒ نے امام صاحب کی پہلی تصنیف قرار دیا ہے۔ حافظ سخاوی نے جن کتب حدیث کے مطالعہ کا مشورہ دیا ہے۔ اس میں یہ کتاب بھی شامل ہے۔

علامہ عینی ایسے فاضل نے برسوں اس کا درس دیا ہے۔ علامہ امیر اتقانی فرماتے ہیں کہ شرح معانی الآثار پر غور کرو کیا تم اس کی نظیر ہمارے حنفی مذہب کے علاوہ کسی اور میں پا سکتے ہو۔

علامہ ابن حزم نے اس کو ابی داؤد اور نسائی کے درجہ پر رکھا ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے بھی اسے ابی داؤد کے قریب قرار دیا ہے۔ معانی الآثار کی دس شروحات شائع شدہ ہیں۔ امانی الاحبار فی شرح معانی الاثار کے مقدمہ میں امام طحاویؒ کے شیوخ کی ایک مبسوط فہرست بھی پیش کی ہے۔ اللھم ارحم جمیع امة محمدؐ!

ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ

مرتے وقت پیشانی پر پسینہ آنا

ابن ماجہ وغیرہ حضرت بریدہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن پیشانی کے پسینہ کے ساتھ مرتا ہے۔ امام ترمذیؒ نے اسے حدیث حسن کہا ہے۔ حکیم ترمذی ’’نوادر الاصول‘‘ میں حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ مرتے وقت مرنے والے کی تین چیزوں پر نظر رکھو۔ اگر اس کی پیشانی پر پسینہ اور آنکھوں میں آنسو آئیں اور نتھنے پھیل جائیں تو یہ اس پر اللہ تعالیٰ کی نازل ہونے والی رحمت ہے۔ لیکن اگر وہ اس طرح خراٹے لے جس طرح وہ گائے خراٹے لیتی ہے جس کا گلا دبا ہوا ہو اور اس کا رنگ ماند پڑ جائے اور اس کے منہ کے دونوں کناروں سے جھاگ آنے لگیں تو یہ اس پر نازل ہونے والا اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔ حضرت عبید اللہ فرمایا کرتے تھے: بسا اوقات مومن پر کچھ گناہ باقی رہ جاتے ہیں اس لئے مرتے وقت اس سے ان کا بدلہ لیا جاتا ہے۔ جس کے سبب اس کی پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کے عفوو درگزر اور مسامحت پر شرم وحیا کی وجہ سے مومن پانی پانی ہو جاتا ہے۔ ہر ولی صدیق اور نیکوکار اللہ جل شانہ سے اس وقت حیاء کرتا ہے جب اس کے دربار میں جاتا ہے۔ اپنی برائیوں اور گناہوں کے باوجود اپنے پروردگار کے احسان وعفو کو دیکھتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے بعض اوقات انسان کے جو گناہ رہ جاتے ہیں مرتے وقت اس کو ان کی سزا دی جاتی ہے۔ اس لئے پیشانی پسینہ آلود ہو جاتی ہے۔ گویا گناہوں کی وجہ سے اس پر سختی کی جاتی ہے۔ تاکہ پاک صاف ہو کر دنیا سے رخصت ہو اور دنیا کی اس سختی کو دیکھ کر اللہ جل شانہ کے دربار میں جانے کی تمنا کرے۔ امام قرطبیؒ نے فرمایا ہے کہ مومن پر کبھی یہ تینوں نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں کبھی ایک یا دو۔ ہم نے صرف پیشانی کے پسینہ کا مشاہدہ کیا ہے جو اعمال کے تفاوت کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم!

موت کی شدت اور اعضاء کا ایک دوسرے کو سلام اور انجام کا بیان

امام بخاریؒ وغیرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی کا ایک

پیالہ یا برتن رکھا تھا۔ آپ ﷺ اپنا دست مبارک اس میں داخل فرماتے اور اسے پیشانی پر پھیرتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بے شک موت کی سختی ہوتی ہے (مرض الوفات میں) پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمانے لگتے کہ اے اللہ میں آپ کے پاس (رفیق اعلیٰ کے درجے پر) جانا چاہتا ہوں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی روح پرواز کر گئی اور آپ ﷺ کا دست مبارک جھک گیا۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ پر موت کی اس شدت کو دیکھ کر میں نے موت کی آسانی پر کسی پر رشک نہیں کیا۔

صحیح بخاری میں آتا ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ میری ہنسلی کی ہڈی اور ٹھوڑی کے درمیان تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کی کیفیت کو دیکھ کر اس کے بعد کسی پر موت کی شدت کو ناپسند نہیں کیا۔ ابن ابی شیبہ اپنی مسند میں حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بنی اسرائیل کی باتیں بیان کر لیا کرو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس لئے کہ ان میں عجیب عجیب باتیں پائی جاتی تھیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کی ایک جماعت قبرستان آئی اور کہا کہ اگر ہم دو رکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ کسی مردے کو قبر سے ہمارے سامنے نکال دے اور وہ ہمیں موت کی تفصیلات بتلا دے تو کتنا اچھا ہو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اسی دوران ایک قبر سے ایک شخص نے سر نکالا۔ وہ ننگے سر اور سیاہ رنگ کا تھا۔ اس کی پیشانی پر سجدوں کا نشان تھا۔ اس نے کہا لوگو تم کیا چاہتے ہو۔ مجھے مرے ہوئے سو سال گزر گئے ہیں۔ لیکن موت کی سختی کی تکلیف مجھ سے اب تک دور نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ مجھے اسی حالت پر لوٹا دے جس پر میں تھا۔ حدیث میں آتا ہے کہ مرنے والا موت کی سختی اور پریشانی جھیلتا ہے اور اس کے اعضاء ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں۔ تم پر سلامتی ہو قیامت کے دن تک کے لئے میں تمہیں اور تم مجھے چھوڑ دو۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم الخلیل علیہ السلام سے فرمایا میرے دوست تم نے موت کو کیسا پایا؟۔ انہوں نے فرمایا اس گرم مڑے ہوئے لوہے کی طرح جسے گیلے اون میں ڈال کر کھینچ لیا گیا ہو۔ ارشاد ربانی ہوا کہ ہم نے تو تم پر موت کو آسان کر دیا تھا۔

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح جب اللہ جل شانہ کے دربار میں پہنچی تو پروردگار عالم نے فرمایا اے موسیٰ موت کو کیسا پایا؟۔ عرض کیا میں نے اپنے نفس کو اس زندہ چڑیا کی طرح پایا جسے کڑھے (فرائی پان) میں تلا جارہا ہو۔ اسے نہ موت آرہی ہو کہ تکلیف سے چھٹکارا پالے اور نہ جان چھوٹ رہی ہو کہ اڑ جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنے نفس کو اس دنبے کی طرح پایا جس کی کھال قصاب اتار رہا ہو۔

حدیث میں آتا ہے موت تلوار کی ہزار ضربات اور آرے سے چیرنے اور قینچیوں سے کاٹنے سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ حافظ ابو نعیم نے مرفوع روایت میں نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ملک الموت کا دیکھنا تلوار کی ہزار ضربات سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریین سے فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تم پر موت کی شدت کو آسان کر دے۔ ابو حمید طویل روایت کرتے ہیں کہ فرشتے انسان کو اپنی پناہ اور آڑ میں لے لیتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو موت کی شدت کی وجہ سے وہ جنگلوں اور صحراؤں میں دوڑتا پھرتا۔

حدیث میں آتا ہے کہ تمام مخلوق کی روح قبض کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ملک الموت کی روح قبض کریں گے تو وہ کہیں گے آپ کی عزت و جلال کی قسم خدا اگر مجھے موت کی اس شدت کا پہلے سے یہ علم ہوتا جو آج ہوا ہے تو میں کسی مومن کی روح قبض نہ کرتا۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے موت کی سختی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کی روح سب سے آسان طریقے سے نکلے گی وہ اس کانٹے کی طرح ہوگی جو اون میں ہو یا کانٹے کو اون سے اس طرح نکالا جا سکتا ہے کہ اس کے ساتھ کچھ اون نہ لگے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو ان کے بیٹے نے ان سے عرض کیا ابا جان آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں کسی عقلمند و سمجھدار آدمی کے مرتے وقت اس سے ملتا تاکہ وہ مجھے موت کی سختی کے بارے میں بتلاتا۔ ابا جان آپ واقعی سمجھدار و عقلمند آدمی ہیں۔ آپ مجھے موت کی سختی کے بارے میں بتلا دیجئے۔ انہوں نے فرمایا خدا اے میرے بیٹے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرا جسم آگ کے تختے پر پڑا ہے اور میں سوئی کے ناکے سے سانس لے رہا ہوں۔ گویا میری روح کانٹے دار ٹہنی ہے جسے میرے قدم سے دماغ تک کھینچا جا رہا ہے۔ پھر شعر پڑھا کاش میں آج اس صورت حال کے ظاہر ہونے سے پہلے پہاڑ کی چوٹیوں پر جنگلی بکروں کو چراتا ہوتا۔

حدیث میں ہے کہ اگر مردے کے ایک بال کی تکلیف کو بھی تمام آسمانوں اور زمین والوں پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ سب کے سب مر جائیں۔ کسی نے کہا ہے میں موت کو یاد کرتا ہوں لیکن اس سے ڈرتا نہیں ہوں۔ اس لئے کہ میرا دل پتھر کی طرح سخت ہے۔ میں دنیا اس طرح کماتا ہوں گویا ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔ حالانکہ میرے سامنے موت کھڑی ہے۔ باری باری ایک دوسرے کو پکڑ رہی ہے۔ اس شخص کے لئے موت کا واعظ ونا صح ہونا بہت کافی ہے جس پر موت لکھ دی گئی ہو اور موت اس کی گھات میں ہو۔ کسی شخص کو موت سے بھاگنا فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے مجھے یہ خبر ملی ہے (واللہ اعلم) کہ ملک الموت روزانہ ہر آدمی کے چہرے کو تین سو چھیاسٹھ مرتبہ دیکھتے ہیں اور مجھے یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ ملک الموت دنیا کے

ہر گھر کو سات سو مرتبہ دیکھتے ہیں اور یہ اطلاع بھی کہ ملک الموت کا سر آسمان پر اور پاؤں زمین میں ہیں اور ملک الموت کے سامنے دنیا ایسی ہے جیسے تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پیالہ ہو اور وہ اس سے کھا رہا ہو اور مجھے یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ ملک الموت دنیا کے درمیان میں کھڑے ہو کر تمام دنیا کو دیکھتے ہیں۔ اس کے سمندروں کو بھی اور خشکی اور پہاڑوں کو بھی اور یہ سب کچھ ان کے سامنے ایسا ہے جیسے تم میں کسی کے پاؤں کے درمیان انڈہ۔ مجھے یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ ملک الموت کے بے شمار ساتھی ہیں جن کا صحیح علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ان میں سے ہر فرشتہ ایسا ہے کہ اگر اللہ جل شانہ اسے یہ اجازت دے دیں کہ وہ تمام آسمانوں اور زمین والوں کو ایک لقمہ بنالے تو وہ ایسا کر ڈالے اور مجھے یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ فرشتے ملک الموت سے اس سے زیادہ گھبراتے ہیں جتنا تم میں سے کوئی پھاڑ کھانے والے درندے سے ڈرتا ہے۔

مجھے یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ ملک الموت جب حاملین عرش فرشتوں کے قریب جاتے ہیں تو وہ پگھل جاتے ہیں اور ان کے خوف سے وہ جو کی طرح چھوٹے ہو جاتے ہیں اور مجھے یہ خبر بھی ملی ہے کہ اگر مرنے والے کی تکلیف کا ایک بال کے برابر حصہ بھی تمام آسمانوں اور زمین والوں پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ سب کے سب مر جائیں یا پانی پانی ہو جائیں۔ پھر جب روح گلے تک پہنچ جاتی ہے تو ملک الموت اسے قبض کر لیتے ہیں مجھے یہ خبر بھی ملی ہے کہ ملک الموت جب مومن کی روح قبض کرتے ہیں تو اسے سفید ریشم کے کپڑے اور خوشبودار مشک میں لپیٹ لیتے ہیں اور جب کافر کی روح قبض کرتے ہیں تو اسے کالے کپڑے اور آگ کی ٹھیکری میں رکھ لیتے ہیں جو مردار سے زیادہ بدبودار ہوتی ہے۔

لہٰذا بھائی اپنے آپ کو ایسا سمجھو کہ گویا تم پر موت کی شدت طاری ہے اور لوگ آہ و بکا میں لگے ہیں۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ فلاں نے وصیت کی ہے کوئی کہہ رہا ہے فلانے کی زبان موٹی ہو گئی ہے۔ وہ اپنے پڑوسیوں کو بھول گیا ہے۔ اپنے بھائیوں سے بات نہیں کر رہا۔ حالانکہ وہ سب کی باتیں سنتا ہے۔ لیکن جواب نہیں دے پاتا۔ ایک لڑکی کے والد کا انتقال ہو رہا تھا وہ اس کے پاس یہ کہتی ہوئی آئی۔ پیارے ابا جان! ان یتیموں کا کیا ہو گا جنہیں آپ نے ان نو مولود چوزوں کی طرح چھوڑا ہے جو گھونسلے سے دور ہوں۔

بھیا! آپ بھی اپنے آپ کو اسی طرح سمجھیں کہ گویا آپ کو آپ کے بستر سے اٹھا کر غسل کے تختہ پر لٹا دیا گیا ہے۔ کپڑے اتار دیئے گئے ہیں۔ کفن کاٹ کر تیار کر لیا گیا ہے۔ پھر غسل دے کر کفن پہنا دیا گیا ہے۔ آپ کے اہل و عیال اور پڑوسی آپ پر آہ و بکا کر رہے ہیں۔ آپ کے ساتھی اور بھائی آپ سے چھین لئے گئے ہیں اور غسل دینے والا کہہ رہا ہے فلانے کی بیوی کہاں ہے اسے رخصت کر دو۔ کہا سنا معاف کر دو۔ اور تم قصہ پارینہ

بن چکے ہو اور لوگ یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔ اے دھوکہ میں پڑنے والے تجھے کیا ہو گیا کہ تو کھیل رہا ہے۔ لمبی چوڑی امیدیں قائم کی ہوئی ہیں۔ حالانکہ موت بالکل قریب ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ حرص ولالچ بڑا طویل وعریض سمندر ہے۔ دنیا اس کی کشتی ہے۔ لہٰذا ہلاکت میں پڑنے سے بچو اور یہ جان لو کہ موت بہت جلد تم سے ملنے والی ہے۔ اس وقت تم ایسے مشروب کو چکھو گے جس کا ذائقہ شیریں نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تم وصیت کر رہے ہو اور یتیموں اور ان کی بیوہ ماں کو نوحہ کرتے اور روتے پیٹتے دیکھ رہے ہو۔ وہ بیوہ اپنے ہاتھ کاٹ اور چہرہ پیٹ رہی ہے۔ پہلے بڑی باپردہ تھی۔ اب لوگ اسے دیکھ رہے ہیں۔ لوگ تمہارے پاس کفن لے کر آئے اور روتی آنکھوں کے ساتھ تم کو غسل دیا۔

علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کی روح قبض کرنے میں اس لئے سختی کی تاکہ ان کے درجات اور بڑھائے جائیں۔ لیکن عام مسلمانوں پر یہ سختی اس لئے ہوتی ہے تاکہ اللہ کے علم کے مطابق ان کے گناہوں کا کفارہ یا ان کی سزا بنے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہیں کہ بلاکسی امتحان وآزمائش کے انہیں یہ درجات عالیہ عطا فرمادیں۔

برادران محترم! آپ کو یہ معلوم ہو چکا ہوگا کہ موت بڑا سخت معاملہ اور مشکل مرحلہ اور ایسا پیالہ ہے جس کا مزا کڑوا کسیلا ہے اور وہ لذتوں کو ختم راحت کو فنا کرنے اور پریشانی کا ذریعہ اور اعضاء واعصاب کو الگ الگ کرنے والی ہے۔ خلیفہ مامون الرشید کے بارے میں لکھا ہے کہ جب ان کی بیماری نے شدت اختیار کی تو انہوں نے فارس کے طوسی طبیب کو بلایا اور حکم دیا کہ بہت سے تندرست اور بیماروں کے پیشاب کے قارورہ کے ساتھ ان کا قارورہ بھی اس طبیب کے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ اس طبیب نے قارورے دیکھنا شروع کئے۔ جب خلیفہ مامون الرشید کا قارورہ دیکھا تو کہا یہ جس کا قارورہ ہے اس سے کہہ دو کہ وہ وصیت کر دے۔ اس لئے کہ اس کے قویٰ جواب دے چکے ہیں اور جسم ختم ہو گیا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اور یہ شعر پڑھے: طبیب کو اپنے علم کی وجہ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ انسان زندہ رہے گا یا مرنے والا ہے۔ جب انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے تو طبیب حیران ہو جاتا ہے اور دوائیں اس کے ساتھ خیانت کرتی ہیں۔ (فائدہ نہیں پہنچاتی۔)

پھر انہوں نے کفن منگائے اور ان میں سے ایک کفن ان کے لئے پسند کیا گیا اور حکم دیا کہ ان کے آرام گاہ کے سامنے ان کی قبر کھودی جائے اور کہا کہ میرے مال نے مجھے کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ میری قوت وتدبیر ختم ہو گئی اور وہ اسی رات انتقال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ اس شخص پر جو اچانک مرنے والوں سے عبرت حاصل

کرے۔ وہ سمجھے گویا وہ خود اس میں مبتلا ہے۔ موت کا وقت آگیا ہے۔ اسے تاریک و تنگ اور بے شمار کیڑے مکوڑوں والے گڑھے میں داخل کر دیا گیا ہے۔ وہ نیست و نابود ہو رہا ہے۔ مٹی سے مل کر ایسی مٹی بن گیا ہے جسے پاؤں تلے روندا جاتا ہے۔ بسا اوقات اس سے برتن بنائے جاتے ہیں یا گھر کی تعمیر میں استعمال کر لیا جاتا ہے یا اسے پاک پانی سے بنا کر آگ میں پکایا جاتا ہے۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ ان کے پاس پانی پینے کا ایک برتن لایا گیا۔ انہوں نے ہاتھ میں تھام کر اسے غور سے دیکھ کر فرمایا تم میں کتنی ہی سرگیں آنکھیں اور حسین چہرے ملے ہوئے ہیں۔

لکھا ہے کہ ایک زمین کے بارے میں دو آدمیوں میں تنازعہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کی چار دیواری کی ایک اینٹ کو قوت گویائی عطا فرمائی۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندو میں ایک ہزار سال تک دنیا کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھی۔ میں نے ہزار شہر آباد کئے تھے۔ ہزار کنواریوں سے شادی کی تھی پھر مر کر مٹی ہو گیا اور اتنے ہزار سال مٹی میں ملا رہا پھر مٹی کے برتن بنانے والے مجھ سے برتن بناتے رہے۔ لوگوں نے مجھے استعمال کیا حتیٰ کہ میں ٹوٹ گیا۔ پھر ہزار سال تک مٹی میں ملا رہا۔ تم میں سے ایک شخص نے مجھے لے کر اینٹ بنالیا اور اس دیوار میں لگا دیا۔ تم لوگ کیوں جھگڑ رہے ہو اور کس بات پر لڑائی کر رہے ہو (انجام کار کو نہیں سوچتے۔ مجھ سے عبرت حاصل کرو) اس طرح کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ اس لئے اس بات کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

بقیہ: رد قادیانیت کورس

نشستیں سنبھالیں مگر جیسے جیسے وقت گزرا دیگر علماء' پروفیسر' لیکچرار' مناظرین' قانون دان حضرات محترم تشریف لاتے رہے اور گل ہائے عقیدت کے وہ پھول بکھیرتے رہے جس نے تہی دامن طالب علموں کی جھولیاں بھر دیں اور مجھ جیسا کم ظرف بھی ان پھولوں کی پتیوں سے خود کو سنوارنے کی کوشش کرتا تھا۔

ان پھول بکھیرنے والوں میں حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' جناب شیخ جہانگیر سرور ایڈووکیٹ' حضرت مولانا محمد طیب فاروقی' جناب طاہر رزاق' حضرت مولانا خدا بخش' جناب خالد متین' حضرت مولانا مفتی محمد انور' حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' حضرت مولانا غلام مرتضیٰ' حضرت مولانا عبدالقدوس' حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن' جناب حاجی اشتیاق احمد شامل ہیں۔ عیسائیت اور قادیانیت کے عزائم و عقائد کے بارے میں جو معلومات دی گئیں۔ غیرت ایمانی کا تقاضا اور محمد ﷺ کا سپاہی ہونے کے ناطے حق یہی ہے کہ ان کے عزائم اور ان کے ناپاک ارادوں کے آگے بند باندھے جائیں۔

ادارہ

تضادات مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ولوکان من عند غیراللہ لوجدوا فیه اختلافا کثیرا۔" ﴿اگر یہ کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے۔﴾

اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بارہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: "وماینطق عن الهویٰ ان هوا الا وحی یوحیٰ۔ القرآن" اس آیت میں حضور سرور کائنات رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ ان کا فرمان وحی الٰہی ہوتا ہے۔

ہماری بدنصیبی کہ برصغیر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ آنحضرت ﷺ کے جتنے اعزازات تھے ان سب پر قبضہ کیا۔ مثلاً اسی آیت "وماینطق عن الهویٰ ان هوالا وحی یوحیٰ" کے متعلق مرزا قادیانی نے کہا کہ یہ میرے اوپر نازل ہوئی اور مجھے (مرزا قادیانی) مخاطب کر کے کہا گیا کہ (تیرا) فرمان بھی وحی الٰہی ہے۔ (تذکرہ ص ۳۸۸، مجموعہ الہامات مرزا)

اس مختصر رسالہ میں مرزا کی تحریرات کے چند نمونے پیش کرتے ہیں۔ اس میں آپ دیکھیں گے کہ مرزا قادیانی کس طرح صراحت کے ساتھ متضاد و متناقض باتیں کہتا تھا۔ جو ایک دوسرے کے یکسر خلاف ہوتی تھیں۔ مختلف اوقات میں مختلف باتیں کہنے والا کون ہوتا ہے۔ خود مرزا کا اقرار ہے کہ:

"ظاہر ہے ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔" (ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

اب باقرار خود مرزا قادیانی پاگل تھا یا منافق یہ فیصلہ قادیانی کریں۔ ہم ذیل میں مرزا قادیانی کے چند متناقض و متضاد اقوال نقل کئے دیتے ہیں:

۱......... مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ: "میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا یہی حال ہے کہ کوئی

ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔"
(ایام الصلح ص ۱۶۸' خزائن ج ۱۴ص ۳۹۴)

اس کے خلاف: بھی خود مرزا قادیانی نے لکھا کہ: "بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی کا میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔"
(کتاب البریہ ص ۱۶۱' ۱۶۲' خزائن ج ۱۳ص ۱۷۹' ۱۸۰ حاشیہ)

۲............ مرزا قادیانی نے لکھا کہ: "ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔"
(مجموعہ اشتہارات ج ۲ص ۲۹۷)

اس کے خلاف: بھی خود مرزا قادیانی نے لکھا کہ: "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔"
(اخبار البدر ۵ مارچ ۱۹۰۴ء' ملفوظات ج ۱۰ص ۱۲۷)

۳............ مرزا قادیانی نے لکھا کہ: "حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۱ص ۲۳۰)

اس کے خلاف: بھی خود مرزا نے لکھا کہ: "سچا خدا وہ خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"
(دافع البلاء ص ۱۱' خزائن ج ۱۸ص ۲۳۱)

۴............ مرزا قادیانی نے لکھا کہ: "میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔" (ازالہ اوہام ص ۱۹۹' خزائن ج ۳ص ۱۹۷)

اس کے خلاف: بھی خود مرزا قادیانی نے لکھا کہ: "میرے سوا اور دوسرے مسیح کے لئے میرے زمانہ کے بعد قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔" (خطبہ الہامیہ ص ۲۴۳' خزائن ج ۱۶ص ۲۴۳)

۵............ مرزا قادیانی نے لکھا کہ: "ھوالذی ارسلہ رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ۰" یہ آیت حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ ﴿جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔﴾
(براہین احمدیہ ص ۴۹۹' خزائن ج ۱ص ۵۹۳)

اس کے خلاف: بھی خود مرزا قادیانی نے لکھا کہ: "قرآن شریف کی وہ تمیں آیات جن سے مسیح ابن مریم کا فوت ہونا ثابت ہوتا ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۵۹۸' خزائن ج ۳ص ۴۲۳)

۶.......... مرزا قادیانی نے لکھا کہ : "خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول (مرزا) کا تخت گاہ ہے۔"

(دافع البلاء ص ۱۰' خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

اس کے خلاف : بھی خود مرزا قادیانی نے لکھا کہ : "اور پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا۔"

(حقیقت الوحی ص ۸۴ حاشیہ خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)

۷.......... مرزا قادیانی نے لکھا کہ : "اس (خدا) نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۲۰' خزائن ج ۱۷ ص ۶۷)

اس کے خلاف : بھی خود مرزا قادیانی نے لکھا کہ : "میں ایک دائم المرض آدمی ہوں...... ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔"

(اربعین نمبر ۴ ص ۴' خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۰)

نوٹ : قارئین ان دونوں حوالوں جہاں تضاد ہے وہاں یہ بھی لائق توجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے لکھا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں مجھے بشارت دی۔ کیا مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ بھی قرآن مجید کی طرح اللہ تعالیٰ کی کتاب تھی ؟۔ معاذاللہ! پھر دوسرے حوالہ میں بیماریوں کا ذکر کرنا کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ مرزا قادیانی کذاب تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس سے وعدہ نہ کیا تھا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ خدا تعالیٰ بھی معاذاللہ وعدہ خلافی یا کذب بیانی کرتا ہے ؟۔ آئے کاش قادیانی کرم فرماان صاف صاف عبارتوں پر توجہ فرمائیں۔

۸.......... مرزا قادیانی نے کہا کہ : "جو شخص احادیث کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔"

(ملفوظات ج ۱۰ ص ۲۶۵)

اس کے خلاف : بھی خود مرزا قادیانی نے لکھا کہ : "جو شخص (مرزا) حکم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔"

(اربعین ص ۱۵ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۴۰۱)

۹.......... مرزا قادیانی نے لکھا کہ : "میرے نزدیک اخفاء (کسی بات کو چھپانا) گناہ ہے اور کمینے لوگوں کا کام ہے۔"

(الاستفتاء ص ۳۶' خزائن ج ۲۲ ص ۶۵۷)

اس کے خلاف : بھی خود مرزا قادیانی نے لکھا کہ : "اللہ تعالیٰ کی قسم میں بہت مدت سے جانتا تھا کہ میں ابن مریم بنایا گیا ہوں اور ان کی جگہ آیا ہوں۔ لیکن تاویلاً میں نے اس کو چھپائے رکھا۔ اپنے عقیدہ کو نہ بدلا اس

بقیہ : صفحہ 40 پر

خصوصی رپورٹ

ادارہ

قادیانیوں کا قبول اسلام

راجہ بیدار احمد خان ساکن بحال ضلع مانسہرہ کا قبول اسلام

راجہ بیدار احمد خان ساکن بحالی ضلع مانسہرہ ولد راجہ محمد عمر صاحب نے کالج دور میں مرزائیت اختیار کی اور اپنی زندگی مرزائیت کے لئے وقف کر دی اور مرزائیت کے مبلغ کی حیثیت سے چالیس سال تک کام کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق اور دوستوں کی متعدد مرتبہ کی محنت نے راجہ بیدار احمد خان صاحب کو قادیانیت سے تائب ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

عید کے دن حضرت مولانا عبدالرشید صاحب مدظلہ خطیب جامع مسجد بحالی راجہ بیدار صاحب کے گھر گئے اور مرزائیت کی حقیقت ان پر واضح کی اور ان سے درخواست کی کہ ان کے عقائد کی وجہ سے کوئی شخص بھی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا اور صرف ایک شخص کی وجہ سے پچھلے پانچ سال سے پورا گاؤں شدید قسم کے اختلافات کا شکار ہے۔ لہٰذا آپ اپنے عقائد و نظریات پر نظر ثانی فرمائیں۔ راجہ بیدار صاحب کہنے لگے کہ میں حضور ﷺ کو آخری نبی مانتا ہوں اور حضور ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کو کسی قسم کا نبی نہیں مانتا۔ مولانا عبدالرشید صاحب نے فرمایا کہ آپ لاہوری قادیانیوں سے تعلق رکھتے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود' مہدی' مجدد مانتے ہیں۔ اس لئے آپ کو اس بات کا بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر سمجھتے ہیں اور جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود' مہدی' مجدد یا مسلمان سمجھے وہ بھی کافر ہوتا ہے۔ راجہ صاحب نے سوچنے کے لئے تھوڑا سا وقت مانگا۔ عید کے تیسرے دن راجہ بیدار صاحب نے مسجد میں پیغام بھیجا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں اور مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجتا ہوں۔

راجہ بیدار احمد صاحب کو پیغام بھیجا گیا کہ آپ بعد از نماز مغرب مسجد میں تشریف لے آئیں تاکہ پورے گاؤں کے سامنے آپ سے حلف نامہ لیا جا سکے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مانسہرہ کے علمائے کرام کا ایک وفد حضرت مولانا قاضی رفیق الرحمٰن قمر صاحب مدظلہ کی قیادت میں بعد از نماز عصر بحالی کے لئے روانہ

ہوا۔ محالی پہنچنے کے بعد قاضی رفیق الرحمن صاحب نے مسجد میں لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا کہ تمام گاؤں والوں کو اطلاع کی جاتی ہے کہ راجہ بیدار احمد مسلمان ہونے کے لئے مسجد میں تشریف لا رہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نمائندہ وفد آچکا ہے۔ آپ سب حضرات مسجد میں تشریف لاویں۔

بعد نماز مغرب محالی کی مسجد گاؤں کے تمام مردوں اور بچوں سے بھری ہوئی تھی۔ راجہ بیدار صاحب تشریف لائے تو حضرت مولانا عبدالرشید صاحب مسجد میں خطاب فرمارہے تھے۔ تمام لوگوں نے کھڑے ہو کر استقبال کیا اور تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے مسجد گونج اٹھی۔ راجہ بیدار صاحب کو بٹھا کر ایک حلف نامہ ترتیب دیا گیا۔ حضرت مولانا رفیق الرحمن قمر سپیکر پر تشریف لائے اور لوگوں کو مسئلہ ختم نبوت کے متعلق سمجھایا اور راجہ بیدار صاحب کو سٹیج پر آنے کی دعوت دی۔ راجہ بیدار صاحب نے حلف نامہ سب لوگوں کے سامنے لاؤڈ سپیکر پر پڑھ کر سنایا۔ حضرت مولانا رفیق الرحمن قمر صاحب نے اس حلف نامے پر سب کے سامنے اس سے دستخط لئے۔ حلف نامہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

میں مسمی راجہ بیدار خان ولد صوبیدار راجہ محمد عمر خان محالی ضلع مانسہرہ کا رہائشی ہوں۔ میں حضور ﷺ جن کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو ختم نبوت ہے اسے مانتا ہوں۔ یعنی آپ کے بعد کسی نبی، رسول، ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی کو نہیں مانتا۔ آپ ﷺ کو آخری نبی مانتا ہوں۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج یعنی کافر مانتا ہوں۔ نیز دعویٰ نبوت کرنے والے مرزا غلام احمد قادیانی ولد مرزا غلام مرتضیٰ ساکن قادیان ضلع گرداسپور ہندوستان کو نہ ہی نبی مانتا ہوں اور نہ مسیح موعود، مہدی، مجدد اور نہ ظلی بروزی نبی مانتا ہوں۔ مسیح موعود، مہدی، مجدد ماننے والوں (لاہوری و قادیانی مرزائیوں) کو بھی اسی طرح کافر سمجھتا ہوں جس طرح اسے نبی ماننے والوں کو۔ کیونکہ جو نبوت کا دعویٰ کرے کافر ہو جاتا ہے اور کافر مہدی مجدد نہیں ہو سکتا۔ آج کے بعد ان سے کسی قسم کے تعلق کو نہیں رکھوں گا۔ خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی سب کافر ہیں۔ دستخط: راجہ بیدار خان

گواہ شد نمبر 1: حاجی رفیق الرحمن قمر صدر متحدہ مجلس عمل مانسہرہ

گواہ شد نمبر 2 عبدالرؤف روفی صدر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت مانسہرہ

گواہ شد نمبر 3: حضرت مولانا عبدالرشید خطیب جامع مسجد محالی مانسہرہ

حلف نامے پر دستخط کرنے کے بعد راجہ بیدار صاحب کو ہار پہنائے گئے اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ عالمی

مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے حضرت مولانا رفیق الرحمٰن قمر صاحب نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی شائع کردہ کتب کا سیٹ تحفتاً راجہ بیدار صاحب کو دیا۔ اس کے بعد اختتامی دعا کے بعد پروگرام ختم کر دیا گیا۔ راجہ بیدار صاحب کو حضرت مولانا رفیق الرحمٰن قمر صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس کی جانب سے چائے کی دعوت دی۔

ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کی طرف سے راجہ بیدار احمد صاحب کو استقبالیہ

ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ نے راجہ بیدار احمد صاحب کو مبارک باد پیش کی اور ان کے اعزاز میں 22 فروری 2003ء بعد از نماز ظہر بمقام ارم ہوٹل مانسہرہ میں ایک استقبالیہ کا اہتمام کیا جس میں علمائے کرام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ راجہ بیدار احمد صاحب ہوٹل تشریف لائے تو ختم نبوت یوتھ فورس کے نوجوانوں نے راجہ بیدار احمد صاحب کو پھولوں کے ہار پہنائے اور پھولوں کے خوبصورت گلدستے پیش کیے گئے۔

ہوٹل کا ہال علمائے کرام اور معززین شہر سے بھرا ہوا تھا۔ علمائے کرام نے کھڑے ہو کر راجہ بیدار احمد صاحب کا استقبال کیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید غلام نبی شاہ صاحب نے چند قدم آگے بڑھ کر راجہ بیدار صاحب کو گلے لگایا اور اپنے پاس سٹیج پر بیٹھنے کی دعوت دی۔

حضرت مولانا قاضی رفیق الرحمٰن قمر صاحب نے تلاوت کلام پاک کے بعد اسٹیج پر آکر راجہ بیدار کے مسلمان ہونے کا تذکرہ کیا اور ان کی تحریر پڑھ کر سنائی اور راجہ بیدار اور تمام حاضرین کو مبارک باد پیش کی۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مانسہرہ کے (اعزازی) مبلغ حضرت مولانا مشتاق صاحب مدظلہ نے تحفظ ختم نبوت اور قادیانیت پر سیر حاصل خطاب کیا۔

حضرت قاضی صاحب کے بعد حضرت مولانا غلام نبی صاحب اچھڑیاں والے سٹیج پر تشریف لائے اور انہوں نے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ایمان پرور واقعات سنائے۔ ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ نے حضرت مولانا غلام نبی صاحب کی خدمت میں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے خطبات پر مبنی کتاب ''خطبات جالندھریؒ'' پیش کی۔ بعد میں راجہ بیدار احمد صاحب سٹیج پر تشریف لائے۔ دوبارہ سب کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجی اور اپنے حلف نامے کا تفصیلاً تذکرہ کیا۔

آخر میں صدر محفل جناب شیخ الحدیث حضرت مولانا سید نبی شاہ صاحب نے راجہ بیدار صاحب کو مبارک باد پیش کی اور فرمایا کہ آپ جتنا عرصہ مرزائیت کی تبلیغ کرتے رہے ہیں اتنا عرصہ آپ ختم نبوت اور

رد قادیانیت کا کام کریں اور ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کی محنت کی وجہ سے کم از کم ضلع مانسہرہ میں ایک بھی قادیانی نہ رہے گا۔ سب کے سب مسلمان ہو جائیں۔ یہ آپ کے لئے اور ہم سب کے لئے اعزاز کی بات ہوگی۔ آخر میں تمام مہمانوں کی چائے کے ساتھ تواضع کی گئی اور حضرت مولانا سید غلام نبی شاہ صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی منتخب کتابوں کا دوسرا سیٹ راجہ بیدار صاحب کو تحفے میں دیا۔

عبدالحکیم ضلع خانیوال میں غلام مرتضیٰ کا قبول اسلام

خانیوال ضلع کا مشہور شہر عبدالحکیم کے محلہ صابری کے ایک قادیانی غلام مرتضیٰ ولد برکت نے شہر کے معززین کے سامنے مرزائیت اور مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کر لیا۔ غلام مرتضیٰ کا والد برکت علی قادیانی تھا۔ پچھلے دنوں وہ فوت ہوا۔ تو اہل اسلام نے جنازہ پڑھنے اور مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین سے منع کر دیا۔ غلام مرتضیٰ نے اسے جا کر چیلی والا میں قادیانیوں کے مرگھٹ میں دفن کر دیا۔ اللہ رب العزت نے کرم کیا۔ غلام مرتضیٰ کو عقل آگئی کہ اگر قادیانی ہو کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتے تو قادیانیت کو اختیار کرنے کا فائدہ کیا ہوا۔ دین و دنیا میں مسلمانوں سے علیحدہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور عبدالحکیم کی معروف مذہبی و سیاسی شخصیت جناب ڈاکٹر ظہور احمد صاحب نے سر توڑ کوشش کی۔ چنانچہ ڈاکٹر ظہور احمد' مولانا عبدالرؤف قاسمی خطیب شہر کی موجودگی میں معززین کے اجتماع جس میں انتظامیہ کے حضرات بھی موجود تھے۔ غلام مرتضیٰ نے علی الاعلان مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت اور قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان کر کے اسلام قبول کر لیا۔ فلحمدللہ! اللہ تعالیٰ استقامت علی الاسلام نصیب فرمائیں۔ آمین!

نیو سرروڈ کنری کے چوہدری بشیر احمد گورایہ کا قبول اسلام

نیو سرروڈ کے قریب واقع قادیانی اسٹیٹ احمد آباد کے چوہدری بشیر احمد گورایہ قادیانی نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ چوہدری بشیر احمد اسی گوٹھ کے زمیندار پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ کٹر قادیانی تھے۔ قادیانی جماعت کو سالانہ ساٹھ ہزار روپے چندہ دیتے تھے۔ ۲۴ جنوری ۲۰۰۳ء کو انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت مولانا خان محمد کندھانی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ نے ان کے گھر جا کر انہیں مبارکباد پیش کی۔ چوہدری بشیر احمد صاحب نے مولانا کو اپنے قبول اسلام کا واقعہ یوں بتایا کہ عرصہ ہوا خواب میں میں نے بیت اللہ کی زیارت کی۔ بیدار ہوا تو حج پر جانے کے لئے طبیعت پر اثر تھا۔ گھر والوں سے ذکر کیا کہ میں حج کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ہو کر تم حج پر کیسے جا سکتے ہو۔ دل میں گرہ پڑ گئی کہ مکہ مکرمہ مرکز

اسلام ہے۔ اگر قادیانیت کی وجہ سے وہاں نہیں جا سکتا تو قادیانیت کو گلے لگائے رکھنے کا فائدہ؟۔ عرصہ گزرتا رہا۔ حج کا خیال اور قادیانیت کو ترک کرنے کا ارادہ دھندلا پڑ گیا۔ گزشتہ حج درخواستوں کے موقعہ پر بینک گیا۔ حج درخواستوں کا بینر بینک کے دروازہ پر دیکھا تو طبیعت مچل گئی۔ چنانچہ نیو سرروڈ کے خطیب حضرت مولانا علی محمد صاحب کے ہاتھ پر جمعہ کے روز اسلام قبول کر لیا اور قادیانیت کو جھوٹا قرار دے کر اس پر لعنت بھیجی۔ پچھلے دنوں وہاں ختم نبوت کانفرنس تھی۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے روبرو اسٹیج پر اپنے مسلمان ہونے اور قادیانی کفر سے بیزاری کا اعلان کیا۔ اللہ رب العزت استقامت نصیب فرمائیں۔

میر پور خاص کے قادیانی محمد جاوید کا قبول اسلام

میر پور خاص کے تیس سالہ قادیانی محمد جاوید نے اسلام قبول کر لیا اور قادیانی کفر سے ہمیشہ کے لئے ناطہ توڑنے کا اعلان کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا محمد علی صدیقی اور دیگر علمائے کرام سے جناب محمد جاوید صاحب کی کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سے بھی ان کا تبادلہ خیال ہوا۔ قادیانی کتب کے حوالہ جات دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ توفیق سے جناب محمد جاوید صاحب نے قادیانیت پر چار حرف بھیج کر اسلام قبول کر لیا۔ فلحمدللہ علی ذالک!

بقیہ: تضادات مرزا

پر پکارا اور تیس برس اس کا اظہار نہیں کیا۔" (تبلیغ ملحقہ آئینہ کمالات اسلام خزائن ج ۵ ص ۱۵۱)

نوٹ: پہلے حوالہ میں مرزا قادیانی نے کسی بات کو چھپانا کمینے آدمی کا فعل قرار دیا اور دوسرے حوالہ میں اپنے ابن مریم بنے کو جو بقول اس کے امر ربی تھا تئیس سال تک چھپائے رکھا۔ مرزا قادیانی کے اس حوالہ کی رو سے اگر کوئی کہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھپائے وہ کائنات کا سب سے بڑا کمینہ ہے تو کیا یہ روا ہوگا!؟۔ قادیانی حضرات جواب دیں۔

۱۰.........مرزا قادیانی نے لکھا کہ: "وہ (عیسیٰ علیہ السلام) بغیر باپ پیدا ہوا ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۲۲۱ خزائن ج ۲۱ ص ۳۹۷)

اس کے خلاف: بھی خود مرزا قادیانی نے لکھا کہ: "حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے۔" (ازالہ اوہام ص ۳۰۳ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۵۴،۲۵۵)

اب قادیانی حضرات فرمائیں کہ ان صریح متضاد باتوں والا شخص بقول خود (مرزا غلام احمد قادیانی) منافق تھا؟ یا پاگل؟۔

ڈاکٹر میاں عاصم صدیق

ردقادیانیت کورس ...... مشاہدہ وتاثرات

چناب نگر جوکہ دریائے چناب کے مغربی کنارا کے بالکل لب پر واقع ہے۔ ختم نبوت کے سر فروشوں کی وہ عظیم الشان نرسری ہے جہاں پر ایمان فروشوں اور مردہ ضمیر لوگوں کے اپریشن کی معلوماتی و علمی آبیاری کروائی جاتی ہے۔اس پر وقار ادارہ میں تحفظ عقیدہ ختم نبوت کی اس اجلی خوشبو سے دلوں کو مہکایا جاتا ہے جو انسانیت کی معراج کی خوشبو ہے ختم نبوت سے انکار اور حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی اور خاتم الانبیاء تسلیم نہ کرنے والے قادیانیوں' مرزائیوں کی نام نہاد دلیلوں 'کتابوں' عملی کرتوتوں کے اعمال ناموں کی نقاب کشائی اس صفحہ ثانی میں کی جاتی ہے۔

قارئین محترم !امسال جب میں اپنے بھاری بھر کم وجود کے ساتھ ایک ہاتھ میں بستر اور دوسرے ہاتھ میں بیگ اٹھائے اس درس گاہ میں داخل ہوا تو گیٹ عبور کرنے کے ساتھ ہی اجنبی چہروں کی نگاہیں مجھ پر آٹھہریں۔ سورج کی شعائیں سیدھی میرے چہرے پر پڑرہی تھیں ایک ننھا سا طالب علم جو غالباًاس ادارے کا مستقل طالب علم (حفظ) تھا کہنے لگا کہ کورس پر آئے ہیں۔ میں نے جواب اثبات میں دیا تو کہنے لگا کسی بھی کمرے میں سامان رکھ کر مسجد میں آجائیں۔ کلاس شروع ہونے والی ہے۔ قصہ مختصر مسجد میں گیا۔ ظہر کی نماز باہر صحن میں پڑھی اور اندر میں مسجد میں جابیٹھا۔

طالب علم بیٹھے تھے۔ ایک طالب علم کھڑا کسی کتاب کا مطالعہ بلند آواز میں کر رہا تھا اور ایک استاد محترم تشریف فرما تھے جو وقتاً فوقتاً پڑھے جانے والے حصہ کی تشریح آسان اور فہم انداز میں کر رہے تھے۔ ایک طالب علم بلند آواز میں پڑھتا اور استاد محترم جب محسوس کرتے کہ اب دوسرے طالب علم کو پڑھنے کا موقع دینا چاہئے تو وہ اس سے اگلے رول نمبر والے کو کہتے کہ اب تم بلند آواز میں پڑھو۔

میں چونکہ اس کورس میں دودن کی تاخیر سے شریک تھا اور پھر براہ راست کلاس میں موجود تھا۔ لہذا میرے پاس نہ کتاب تھی نہ کہ قلم اور کاپی تھی۔ طالب علم پڑھ رہا تھا۔ استاد محترم قادیانیت کا قیمہ قیمہ کر کے اس کے اصلی کردار سے پردہ اٹھارہے تھے کہ تمام مناظر طالب علموں کی نظروں کے سامنے چلتے جارہے تھے۔

سماعت استاد محترم کی طرف سے قادیانیت پر جب ضرب پڑتی تو بے اختیار لبوں پر نعرہ گونجتا

قارئین! یہ تھا میرا پہلا سبق، پہلی کلاس اور پہلا تعارف اس درس گاہ میں۔ استاد محترم نے کچھ ہدایات دیں تمام کلاس کو اور اگلی کلاس کے بارے میں طے کیا اور کلاس کا اختتام ہوا۔

میں کچھ انتظار کے بعد استاد محترم کے پاس گیا۔ اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ استفسار ہوا کہ میاں کہاں سے آئے ہو۔ جواب دیا لاہور سے۔ بلند آواز میں کہا لاہور والے ساتھی کہاں ہیں۔ پاس کھڑے محمد مبشر جاوید نے کہا جناب ہم ہیں۔ ۱۲ نمبر کمرہ میں۔ حکم ہوا اس کو اپنے ساتھ رکھیں۔ مسجد سے باہر نکلا تو ایک ساتھی نے کہا کہ آئیں پہلے رجسٹریشن کروالیں۔ تاکہ کتابیں اور کاپی مل جائے۔ اس کے ساتھ لائبریری میں آیا۔ استاد محترم تشریف فرما تھے۔ رجسٹریشن میں کوائف درج ہوئے اور مجھے بتایا گیا کہ میرا رول نمبر ۱۰۱ ہے۔ کتابیں کاپی اور قلم عنایت ہوا اور اجازت لے کر باہر آگیا۔ ساتھی جس نے یہ تمام کام کیا میرا بستر اور بیگ اٹھایا اور ۱۲ نمبر کمرہ میں لے آیا۔ ساتھیوں نے تھوڑی سی جگہ دی اور پھر میں بستر بچھا کر ابھی لیٹا ہی تھا کہ مجھ سے پوچھا گیا کہ کھانا کھائیں گے۔ جواب دیا کہ اگر آسانی سے مل سکتا ہے تو کھالوں گا۔ ورنہ رات تک گزارا کرلوں گا۔ کہا چلیں مطبخ میں وہاں گیا تو گرم گرم سالن اور روٹی میرے انتظار میں تھی۔ کھانا کھایا اور آکر لیٹ گیا۔ چونکہ ساتھی اجنبی تھے۔ تعارف بھی نہ تھا۔ لہذا خاموشی سے لیٹا رہا۔ کچھ ساتھی وہیں تھے اور کچھ باہر گھومنے گئے ہوئے تھے۔ عصر کی نماز باجماعت ادا ہوئی۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد کھانے کی گھنٹی بج گئی۔ تمام ساتھیوں نے مل کر کھانا کھایا۔ قہوہ پیا اور کمرے میں چلا آیا۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ عشاء کا وقت ہوگیا۔ نماز عشاء کے بعد کلاس ہوئی۔ آئینہ قادیانیت کا مطالعہ ہوا اور ایسا ہوا کہ قادیانیت کا حقیقی کردار الم نشرح ہوگیا۔ وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا جب کتاب کا مطالعہ بند ہوا قادیانی قبر سے مٹی اٹھائی گئی اور خنزیر کی سڑی بدبودار لاش کا مشاہدہ کیا اور دل احسان نبوت اور رحمت نبوت ﷺ کی خوشبوں سے اور زیادہ مہک اٹھا۔ تقاریر کا مقابلہ رکھا گیا تھا۔ ہر رات پانچ رول نمبر کے حساب سے ساتھیوں نے ختم نبوت کے حوالے سے تقریر میں حصہ لینا ہوتا تھا۔ ہر ساتھی اپنے طرز اور انداز میں اپنا بیان کرتا اور اکثر ساتھی تو تھے جنہوں نے اپنے علماء و خطباء حضرات کی تقاریر یا انداز اپنایا ہوا تھا۔ لیکن یہ بھی ایک مثبت پہلو تھا کہ شیر کم از کم یہ ثابت کرنے کی کوشش تو کر رہا ہے کہ وہ شیر ہے۔ بے شک ابھی طفل مکتب ہی ہے۔ یہ تربیت کا حصہ ہوتا ہے۔ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔ گرے گا تو ہی اٹھے گا۔ گر کر اٹھے گا تو چلنا آئے گا اور جب چلے گا تو ہی دوڑ میں حصہ لے سکے گا۔ مجھے خوشی ہوئی یہ سب دیکھ کر کہ دین مصطفوی ﷺ کے پاسبان اپنے اپنے لبوں میں اپنے اپنے انداز سے پھول سجائے مہک رہے ہیں۔

چونکہ یہاں پہ اکثریت ایسے طالب علموں کی تھی جو کہ دینی مدارس کے طالب علم (مستقبل کے علماء، حفاظ، محدث و مفسر) تھے۔ لہذا انہیں فرش پہ گھٹنوں کے بل بیٹھنے کی عادت تھی۔ مگر میرے جیسا دنیادار

جو کہ پانچ منٹ بھی فرش پہ نہیں بیٹھ سکتا تھا نہ عادت تھی اور نہ ہی وجود بھر کم ساتھ دیتا تھا کبھی دائیں کروٹ کبھی بائیں کروٹ ٹانگوں کو پھیلا کر بیٹھنا اسی وجہ سے میں سب سے پیچھے بیٹھا کرتا تھا۔

رات بہت دیر سے فارغ ہوئے۔ اپنے کمروں میں آئے لیٹ گئے۔ شدید تھکاوٹ کے باوجود نیند نہیں آرہی تھی۔ شب خوابی کا لباس پہنا اور پھر لیٹ گیا۔ مگر مخمل کے بستر پر سونے کی عادت پڑ جائے جس جسم کو اسے فرش کی سختی میں کہاں سکون ملے گا۔ تمام رات کروٹیں بدلتا رہا۔ سارا جسم تھک گیا اور مجبوراً جب ذہن نے تمام تھکاوٹوں سے سمجھوتا کرتے ہوئے مجھے سلایا ہی تھا کہ موذن کی الصلوٰۃ خیر من النوم نے دل ودماغ کے دروازے پر دستک دی۔ اٹھا وضو کیا اور مسجد میں چلا آیا۔ نماز فجر باجماعت ادا کی گئی۔ ساتھی چونکہ مدارس کے طلبہ تھے اپنے اسباق حفظ وغیرہ میں مصروف ہوگئے۔ کچھ باہر چہل قدمی کے لئے چلے گئے۔ کچھ نے کورس رد قادیانیت کی کتابوں کا مطالعہ شروع کردیا۔ ایک میں تھا۔ اکیلا کیا کرتا۔ نیند بھی نامکمل تھی۔ تھکاوٹ بھی تھی۔ واپس آکر لیٹ گیا۔ خوش قسمتی سے نیند آگئی۔ ابھی نیند نے نغمہ سکون سنایا ہی تھا کہ گھنٹی کی کراری آواز نے نغمہ سکون کا ساز توڑ دیا۔ معلوم ہوا ناشتہ کی لئے بلایا گیا ہے۔ اٹھا اور مطبخ (باورچی خانہ) چلا گیا۔ کھانا کھایا اور طالب علموں کو بھی کھانا کھاتے دیکھا۔ خوش گپیاں جاری تھیں۔ کھانے کے بعد چائے ملی اور پھر فارغ واپس کمرے میں آئے تو گھنٹی بج گئی۔ معلوم ہوا کہ کلاس شروع ہونے والی ہے۔ کتابیں لے کر مسجد میں پہنچا۔ حاضری لگائی گئی اسی دوران میں نے پوچھا یہ جو استاذ محترم ہیں ان کا نام کیا ہے۔ جواب ملا یہ مولانا اللہ وسایا صاحب ہیں۔ سنا اور شک یقین کے روپ میں ڈھل گیا۔ رات اور گزشتہ بعد از ظہر کے لیکچر کے بعد اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ شخصیت مولانا اللہ وسایا صاحب کی ہی ہوگی۔ جن کی دہشت سے قادیانیت کے دل دھک جاتے ہیں۔

قادیانی شبہات نامی کتاب کا مطالعہ ہوا۔ لیکچر ہوا۔ قادیانیت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔ دس بجے تک یہ کلاس ہوئی۔ آدھ گھنٹہ ملا۔ ضروریات سے فارغ ہونے کو اور پھر کلاس شروع ہوگئی جو کہ نماز ظہر تک جاری رہی۔ نماز ظہر سے پہلے کھانا کھایا گیا اور کھانے کے بعد ہر ساتھی کو مدینہ طیبہ کی کھجوریں کھانے کو ملیں۔ ظہر کی نماز کے بعد پھر کلاس شروع ہوئی اور عصر تک جاری رہی۔ لیکچر اور کتاب کے مطالعہ کے دوران ساتھی اپنی سمجھ اور استعداد کے مطابق اپنی کاپیوں پر ضروری نکات نوٹ کر لیتے تھے۔ کیونکہ کورس کے اختتام پر امتحان ہوتا تھا اور ہر ایک کو اس کے اعمال امتحان و کورس کا نامہ ملنا تھا۔

قارئین محترم! چوبیس گھنٹے کا یہ جو شیڈول میں نے بیان کیا ہے کم وبیش تمام کورس کے ایام میں یہی روزانہ کے معمولات تھے۔ صرف فرق یہ تھا یہ ابتدائی ایام میں محترم حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے تمام

بقیہ: صفحہ 32 پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

احتساب قادیانیت جلد نہم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ خاتم النبیین ۰ امابعد!

محض اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق واحسان‘ فضل وکرم سے احتساب قادیانیت کی جلد نہم قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ یہ جلد نہم بھی جلد ہشتم کی طرح مناظر اسلام مشہور اہل حدیث رہنما فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ کے رسائل پر مشتمل ہے۔ ان دونوں جلدوں میں مولانا مرحوم کے رسائل جمع ہوگئے ہیں۔ فلحمدللہ!

جلد دہم کے لئے اعلان کیا تھا کہ وہ مرزا قادیانی کے قصیدہ عربی کے جواب میں امت محمدیہ کے جن حضرات نے قصائد لکھے تھے وہ جلد دہم میں جمع کئے جائیں گے۔ قصیدہ جوابیہ جو حضرت مولانا قاضی ظفر دین صاحب مرحوم نے عربی میں تحریر کیا تھا اس کی مکمل قسطیں تاحال نہیں مل سکیں۔ یہ قصیدہ ۱۱جنوری تا ۲۸مارچ ۱۹۰۷ء کے اخبار اہل حدیث امر تسر میں شائع ہوا تھا۔ جن حضرات کے پاس ہوں وہ مہربانی فرما کر تعاون فرمائیں۔ ان کو جمع کرنا اور ترجمہ کرنا خاصہ کام ہے۔ رفقاء تعاون فرمائیں۔ اس کے بغیر جلد دہم کی تیاری مشکل یا التواء میں پڑسکتی ہے۔ اس لئے آپ حضرات ہماری مشکل کا احساس فرمائیں اور ان قسطوں کے حصول وجمع میں ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ امید ہے کہ توجہ کی جائے گی۔ والسلام!

فقیر اللہ وسایا ۷ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ

خادم! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان‘ فون: 514122

بسم اللہ الرحمن الرحمن!

تحفہ احمدیہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ خاتم النبیین ۰ امابعد!

اہل حدیث مکتب فکر کے ممتاز رہنما حضرت مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ کے سوانح نگار حضرت مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ وحضرت مولانا صفی الرحمن مبارک پوریؒ نے آپ کی رد قادیانیت تصانیف کے ضمن میں ایک رسالہ تحفہ احمدیہ کاذکر کیا ہے۔ مولانا عبدالمجیدؒ نے تحفہ مرزائیہ کا بھی علیحدہ تذکرہ کیا ہے۔ دونوں ایک ہیں یا

علیحدہ علیحدہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔ اس کے حصول کے لئے ذیل کی لائبریریوں میں تلاش کیا۔ پیر جھنڈیر لائبریری' پیر بدیع الدین شاہ لائبریری' مولانا عطاء اللہ حنیف کی لائبریری شیش محل لاہور' مبارک مسجد لائبریری ریلوے روڈ لاہور' بیت الحکمۃ مولانا پروفیسر عبدالجبار شاکر لائبریری حبیب پارک منصورہ لاہور' مولانا اسحٰق بھٹی مدظلہ لائبریری' مولانا مختار عالم حق' مکتبہ سلفیہ شیش محل' مولانا عبدالرحمن مدنی لائبریری' مولانا محمد داؤد ارشد تارنگ منڈی' مولانا امرتسری مرحوم کے پڑپوتے عرفان اللہ ثنائی' مولانا میر ابراھیم سیالکوٹی' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' اور ٹنکیل کالج لاہور لائبریری' پنجاب پبلک لائبریری' عجائب گھر لائبریری' مدرسہ نعمانیہ لاہور لائبریری' جناب ضیاء اللہ کھوکھر گوجرانوالہ کی لائبریری' مولانا محمد ابراھیم واسو منڈی بہاؤالدین لائبریری' بخاری لائبریری مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر لائبریری اور دیگر بہت سی لائبریریوں سے اس رسالہ کو تلاش کیا مگر دستیاب نہ ہوا۔

(۱)......... مولانا ثناء اللہ مرحوم کے اخبار اہل حدیث کی تقریباً بیس جلدوں کے ایک ایک ورق سے تلاش کیا۔ صرف ایک جگہ اس کا اشتہار ملا اور لطف یہ کہ جو اشتہار والا ان کی عبارت ہے وہی سوانح نگار حضرات نے اس رسالہ کے تعارف کے لئے نقل کر دی۔ جس کا معنی یہ ہے کہ رسالہ کا تعارف انہوں نے بھی رسالہ اہل حدیث سے لیا اصل مطبوعہ رسالہ سوانح نگار کو بھی میسر نہیں آیا۔

(۲)......... اخبار اہل حدیث امرتسر کی جن جلدوں تک ہماری رسائی ہوئی مولانا مرحوم کے ان رسائل رد قادیانیت کی سینکڑوں بار فہرست شائع ہوئی مگر کہیں تحفہ احمدیہ کا ذکر تک نہیں۔

(۳)......... نہ معلوم یہ کس کا رسالہ ہے۔ اس لئے کہ اشتہار میں بھی تصریح نہیں کہ یہ رسالہ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کا ہے۔

(۴)......... اس کے شائع ہونے کا اشتہار ہے۔ وہ شائع بھی ہوا یا نہیں۔

(۵)......... اس رسالہ کا جو تعارف لکھا گیا وہ تعریف مولانا مرحوم کے دو رسائل عقائد مرزا اور نکاح مرزا پر صادق آتی ہے۔ ممکن ہے کہ پہلے ان رسائل کو علیحدہ علیحدہ شائع کیا ہو پھر ایک رسالہ میں دونوں کو یکجا تحفہ احمدیہ کے نام سے شائع کرنا چاہتے ہوں۔ (یا شائع کیا ہو)

یہ تمام احتمالات رسالہ کے نہ ملنے پر پیدا ہوئے۔ اب تلاش بسیار کے بعد اس کی عدم دستیابی پر خود تذبذب کا شکار ہو گیا ہوں کہ کہیں اگر یہ رسالہ شائع ہوتا تو جیسے مولانا ثناء اللہ امرتسری کی عادت تھی کہ وہ اپنے رسائل کو پہلے مضامین کی شکل میں شائع کر دیتے تھے کسی رسالہ میں اس کی کوئی قسط تو ملتی؟۔ وہ بھی نہیں

ملی۔ الحمد للہ احتساب قادیانیت کی گزشتہ سات جلدوں تک کسی بھی بزرگ کا کوئی رسالہ جس کی نشاندہی ہوئی اور وہ ہمیں نہ ملا ہو اس کی مثال نہیں۔ یہ پہلی شکست وہزیمت ہے جس کا اس جلد میں سامنا کرنا پڑا۔ غالب خیال یہی ہے کہ اس نام کا رسالہ ہوتا تو کہیں سے میسر آجاتا مگر نہیں مل سکا۔ اس پریشانی میں قارئین سے استدعا ہے کہ ہمارے عجز واعتراف ناکامی کے گواہ رہیں۔ کہیں کسی دوست کو میسر آجائے تو فوٹو مہیا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ مل جانے کی صورت میں اسے کسی دوسری جلد میں شائع کر کے اپنے ضمیر کے بوجھ کو ہلکا کریں گے۔ وماذالك على الله بعزيز! تاہم ۱۲ جنوری ۱۹۳۳ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ایک صفحہ کا اشتہار اسی عنوان کا ملا۔ سو وہ پیش خدمت ہے۔ چلو سب کچھ نہ ہونے سے کچھ ہو جانا بہتر ہے۔

فقیر اللہ وسایا! ۷ ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ

تحفہ احمدیہ!

(یہ مطبوعہ اشتہار بتقریب سالانہ جلسہ قادیان لاہور کے مرزائی جلسوں میں ہزار ہا کی تعداد میں تقسیم کیا گیا)

احمدیہ جماعت کے سوچنے کے لئے ایک ضروری بات

اعیان احمدیہ! ہم جانتے ہیں کہ آپ لوگ جو مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ کسی دنیاوی بادشاہ کا حکم ہے بلکہ اس لئے ان کو مسیح موعود مانتے ہیں کہ (بخیال آپ کے) رسول ﷺ نے جس مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی مرزا غلام احمد قادیانی اس کے مصداق ہیں۔ چونکہ آپ محض رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کو لوگوں کو ایک مختصر سی بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ امید ہے اس بات پر دل سے غور فرمائیں گے:

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے: ''عن النبی ﷺ قال والذی نفسی بیده ليهلن ابن مريم بفج الروحاء حاجا اومعتمراً او ليثنينهما. ص۴۰۸ ج۱'' ترجمہ: ...... ''یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا مسیح موعود مقام فج الروحاء (مکہ مدینہ کے درمیان) سے حج اور عمرہ کا احرام باندھ کر دونوں فعل ادا کریں گے۔''

یہ حدیث صاف اور صریح طور پر بتارہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بڑی بھاری نشانی حج کرنا ہے۔ حج بھی اس تفصیل سے کہ فج الروحاء سے احرام باندھیں گے۔ مقام مسرت ہے کہ اس حدیث کو مرزا قادیانی نے

رد نہیں کیا بلکہ اپنے حق میں لیا ہے۔ لے کر فرمایا ہے کہ ہم حج ضرور کریں گے۔ کب کریں گے؟۔ اس کا جواب دیا ہے کہ جب ہم دجال کو مسلمان کر کے فارغ ہوں گے۔

چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ یہ ہیں: ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال (پادری لوگ) بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“ (ایام الصلح اردو ص ۱۶۷ خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۶)

اس بیان میں مرزا قادیانی نے اس حدیث کے ماتحت تسلیم کیا ہے کہ مسیح موعود کو حج کرنا ضروری ہے۔ مگر بوجہ عدم فرصت فراغت تک اس کو ملتوی رکھا ہے۔ پس حدیث نبوی اور کلام مرزا قادیانی سے بالاتفاق ثابت ہوا کہ حسب فرمودہ رسالت پناہ ﷺ ضروری ہے کہ مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔ اس کے حج میں کوئی چیز روک نہ ہوگی۔ دجال مسلمان ہو یا نہ ہو حج ضرور ہوگا۔

احمدی دوستو! للہ غور کرو کہ اتنی بڑی واضح نشانی جس کو رسول پاک ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے مرزا قادیانی میں نہیں پائی گئی۔ یعنی آپ (مرزا قادیانی) نے فج الروحاء کے مقام سے احرام باندھ کر حج نہیں کیا۔ بلکہ کیا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ انتقال کر گئے۔ پھر وہ مسیح موعود کیسے ہوئے؟۔

ہم جانتے ہیں کہ احمدی ارکان آپ کو اس حدیث کی تاویل بہت کچھ سکھائیں گے۔ لیکن ہم اس تاویل کے جواب میں آپ کو مرزا قادیانی کے کلام پر توجہ دلاتے ہیں جو اوپر نقل ہوا۔ پس دوستو! میدان محشر کو یاد کر کے ہمارے معروضہ کو پڑھو اور حق و باطل میں تمیز کرو:

بررسولاں باغ باشد وبس

مشتہر: سیکرٹری شعبہ اشاعت دفتر اخبار اہل حدیث پنجاب۔ امرتسر

قادیانیوں کو احمدی کہنا اسلام سے کھلی بغاوت ہے ان کو قادیانی یا مرزائی کہنا چاہیے

جو مسلمان قادیانیوں کو احمدی کہتا ہے وہ حضور سرور کائنات ﷺ کی بے ادبی اور آپ ﷺ کا دل دکھاتا ہے۔ کیونکہ حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ زمین پر میرا نام محمد (ﷺ) اور آسمان پر احمد (ﷺ) ہے۔ لہٰذا احمدی اور محمدی صرف اور صرف مسلمان ہیں۔ قادیانی مرتد کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں نہ کہ احمدی۔

سرگودھا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مطبوعہ لٹریچر مفت حاصل کرنے کیلئے:

دفتر ختم نبوت لکڑ منڈی حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی سے رابطہ کریں۔ فون: 710474

ادارہ

قافلہ آخرت

حاجی محمد ابراہیم ٹنڈوالہ یار کی رحلت

ٹنڈوالہ یار سندھ کے معروف مذہبی رہنما جناب حاجی محمد ابراہیم صاحبؒ گزشتہ دنوں وصال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! ۱۹۵۴ء میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی ترغیب پر مجلس تحفظ ختم نبوت میں شمولیت اختیار کی۔ جمعیت علمائے اسلام کے ممتاز رہنما تھے اور دل وجان سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور اسلام کی ترویج وسربلندی کے لئے عمر بھر کوشاں رہے۔ قطب الارشاد حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ سے بیعت تھے۔ ان کے وصال کے بعد یکے بعد دیگرے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالکریم قریشیؒ اور خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے بیعت کی۔

تعلیم مختلف مدارس سے حاصل کی اور تفسیر حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ سے کیا۔ ہر سال ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ اور بعدہ چناب نگر میں بڑے اہتمام سے شرکت کرتے تھے۔ رائے ونڈ کے اجتماع میں پچیس سال حاضری دیتے رہے۔ جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی اجلاسوں میں پینتیس بار شرکت کی۔ حق تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں خوب وضع دار شخصیت تھے۔ دو بیٹے عالم دین ہیں۔ دو زیر تعلیم ہیں۔ کیم جنوری ۲۰۰۳ء کو وصال فرمایا۔

حضرت مولانا قاری عبدالسمیع کا وصال

سرگودھا کے معروف متبحر عالم دین محدث وفقیہ حضرت مولانا قاری عبدالسمیع ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۲ فروری ۲۰۰۳ء عید کے روز انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! حضرت مولانا قاری عبدالسمیع صاحب فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھویؒ کے صاحبزادے تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے سند حدیث حاصل کی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے ممتاز تلامذہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد اپنے والد صاحب کے زیر سایہ جامعہ سراج العلوم سرگودھا میں پڑھانا شروع کیا۔ آخری وقت تک مسند تدریس سے وابستہ رہے۔ والد مرحوم کی زندگی میں موطا امام محمدؒ ابوداؤدؒ ودیگر حدیث اور فنون کی سالہا سال تک کتابیں پڑھائیں۔ اپنے برادر اکبر حضرت مولانا مفتی احمد سعیدؒ کے بعد بر سول بخاری شریف اور مسلم شریف پڑھانے کا آپ کو اعزاز حاصل تھا۔ ملک میں ہزاروں آپ کے شاگرد ہوں گے۔ سرگودھا شہر وضلع کے حضرت مولانا مفتی محمد رمضان' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی جیسے ہزاروں علماء' خطباء آپ کے شاگرد ہیں۔ زندگی بھر جمعیت علمائے اسلام کے سٹیج سے اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے کوشاں رہے۔ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے بیعت کا تعلق تھا اور اپنے وقت کے شیخ طریقت تھے۔ اپنے علم وفضل سے ہزاروں میں سے ایک تھے۔ سادہ طبیعت پائی تھی۔ ملنسار مزاج تھے۔ تمام دینی تحریکوں میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ اسی سال سے زیادہ عمر پائی۔ عاش سعیدا ومات سعیدا کا مصداق تھے۔ آپ کے بھائی مولانا احمد رفیع نے جنازہ پڑھایا۔ آپ کا جنازہ سرگودھا کی تاریخ کا ایک مثالی جنازہ تھا۔ سرگودھا کے قبرستان میں محواستراحت ہوئے۔ نم کنومۃ العروس کا مصداق ہوئے۔ بجھا چراغ اور بڑھی تاریکی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرحوم کے لئے دعاگو اور پسماندگان کے غم میں برابر کی شریک ہے۔

حافظ عبدالوہاب کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حافظ آباد کے مبلغ حضرت مولانا حافظ عبدالوہاب صاحب کے ماموں گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون !اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازیں۔

حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ مبلغ حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی کی ہمشیرہ محترمہ پچھلے دنوں قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئیں۔ انا اللّٰہ وانا الیہ راجعون !دعا ہے کہ اللہ رب العزت مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائیں اور حضرت مولانا کو اور مرحومہ کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر واصاغر اور ادارہ لولاک حضرت مولانا کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور مرحومہ کے لئے رحمت حق کے نزول کے لئے دعاگو ہیں۔

☆......☆......☆

مولانا مفتی محمد جمیل خان

خاموش مجاہد

حضرت مولانا عبیدالرحمٰن بھی رحمتہ اللہ علیہ ہو گئے

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے پاکستان اور انگلینڈ کی معروف ترین شخصیت اور ظلمت کدہ برطانیہ کی ہر دینی تحریک کے پشت بان اور سرزمین بہبودی کے علمی خانوادہ کے سرپرست اعلیٰ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے جانشین' قاری سعید الرحمٰنؒ' محمد الرحمٰنؒ اور امام اہل سنت مفتی احمد الرحمٰنؒ کے برادر عزیز محمد انور محمد زاہد کے والد محترم' مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی' قاری عتیق الرحمٰن' مولانا محمد طلحہ رحمانی' حافظ اسامہ' حافظ حذیفہ کے بزرگ تایا' عزیزم حافظ محمد سفیان کے دادا اور جمعیت علمائے برطانیہ کے بانی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت انگلینڈ کے نائب امیر جامع مسجد کی شیفلڈ کے متولی حضرت مولانا عبیدالرحمٰنؒ مختصر علالت کے بعد اپنے آبائی وطن بہبودی میں بروز بدھ ۲۲ جنوری ۲۰۰۳ء کو فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

اللہ تعالیٰ اپنی برگزیدہ ہستیوں کے ساتھ عجیب معاملہ فرماتے ہیں۔ آپ کے سب سے چھوٹے بھائی امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ اس شان سے رخصت ہوئے کہ عشاء کی نماز پڑھتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی آخری حدیث کا درس جامعہ بنوریہ میں دیتے ہیں اور گھر آکر اس شان بان سے رخصت ہوتے ہیں کہ چہرہ: "وجوہ یومئذ ناظرہ" اور: "ضاحکۃ مستبشرہ" کا مشاہدہ کراتا ہے اور ہمارے ممدوح حضرت مولانا عبیدالرحمٰنؒ اس شان سے رخصت ہوتے ہیں کہ فجر کی نماز ادا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو ہوتے ہیں۔ زبان پر فجر کے بعد کے معمولات جاری ہوتے ہیں کہ محبوب حقیقی کی طرف سے بلاوا آجاتا ہے۔ زندگی بھر کوئی نماز قضا ہونے کی ندامت اور حسرت سے باری تعالیٰ نے محفوظ رکھا تو: "مرض الموت" اپنے مقرب و محبوب بندے کو کس طرح باری تعالیٰ اس ندامت اور حسرت کے ساتھ اپنے پاس بلا سکتا تھا۔ یہی تو: "الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون." کا مصداق ہے۔

بعض شخصیات اس آن بان سے رخصت ہوتی ہیں کہ اہل علم ودین اپنے آپ کو یتیم اور بے سہارا محسوس کرتے ہیں۔ مدارس اور دینی کاموں سے متعلق لوگ بے آسرا سے ہوجاتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ ظلمت کدہ انگلستان میں تپتی دھوپ میں ایک سایہ دار شجر اور شدید سردی میں ایک گرم مکان کی مانند اہل دین کو فیضیاب کرتے نظر آتے تھے۔ پوری زندگی علمائے کرام اور اہل دین کی خدمت میں گزاری۔ انگلینڈ جانے والوں کی طرح پونڈوں کو مطمح نظر نہیں بنایا۔ فقیری کے باوجود غنی دل کے ساتھ مہمان نوازی اور سخاوت ان کا طرہ امتیاز تھی اور مسلمانوں کی حالت زار پر ان کی کڑھن قابل رشک اور مسلمانوں کے حقوق کی طلبی اور ان کی اصلاح کے لئے موجزن جذبات قابل تحسین تھے۔ دن رات کی تمیز کئے بغیر خدمت اہل دین سے ان کی زندگی عبارت تھی۔ تواضع وانکساری ان کی زینت اور اللہ تعالیٰ پر یقین وتوکل ان کا ہتھیار تھا۔ مشکل گھڑیوں اور صبر آزما حالات میں وہ ساتھ دینے والی عظیم شخصیت تھے۔ ذاتی نفع ونقصان سے بالاتر دین کی بالادستی اور علمائے کرام کے احترام ووقار کے لئے وہ زندگی بھر کوشاں رہے۔ ان کا گھر سیاسی اختلافات ومفادات سے بالاتر ہوکر علماء کے لئے مہمان خانہ تھا۔ میزبانی کا ذوق وشوق ان کی بدولت گھر کے ایک ایک فرد کے رگ وریشہ میں پیوست ہوگیا تھا۔ چوبیس گھنٹے کے کسی لمحہ میں بھی کوئی مہمان اس گھر سے سیر ہوئے بغیر واپس لوٹنے کے تصور سے عاری تھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' جمعیت علمائے اسلام' جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن' وفاق المدارس پاکستان' سپاہ صحابہ' مجاہدین کی تمام تنظیمیں اور پاکستان کی اکثر خانقاہیں اور مدارس کے منتظمین اور علماء ہی نہیں متعلقین کے لئے بھی اس گھر کی حیثیت اپنے گھر کی سی تھی۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ' محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ' امام الہند حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی' شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ' شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ' قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ' حضرت مولانا سمیع الحق' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی اور دیگر بڑے بڑے علمائے کرام سے لے کر ہم جیسے ناکارہ لوگوں کے لئے آپ اور آپ کا گھرانہ سراپا چشم براہ رہتا تھا۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے آتے جاتے کسی نہ کسی طرح یہ گھر میزبانی کا شرف حاصل کرلیتا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے کچے گھر کی طرح حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے گھر کی حیثیت بھی جنکشن کی تھی۔ جہاں ہر طبقہ فکر کے اہل علم کا گزرے بغیر چارہ نہیں تھا۔

حضرت مولانا عبیدالرحمٰن صاحب ۱۹۳۲ء میں سہارنپور کے جس مبارک اور پاکیزہ ماحول میں پیدا ہوئے۔ اس وقت مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی مسند حدیث پر حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ جیسی عظیم المرتبت ہستی رونق افروز تھی اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد الیاسؒ جیسی نورانی شخصیات تدریس وسرپرستی میں مصروف تھیں۔ ان ہستیوں کی دعاؤں اور صحبت میں آپ کا بچپن گزرا۔ قاری سعید الرحمٰن کے مطابق حفظ قرآن کے لئے بسم اللہ کا آغاز ان بزرگوں کی دعاؤں سے ہوا۔ حفظ کی تکمیل مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی ہی تھی کہ والد محترم شیخ طریقت محدث زمان حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ نے ابتدائی تعلیم اور تربیت کے لئے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ حضرت مولانا ابرارالحق کے پاس ہردوئی بھیج دیا۔ ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ درس نظامی کی متوسط کتابوں کی تعلیم کے لئے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور آئے اور ابھی تعلیم کے مراحل طے ہی نہیں ہوئے تھے کہ قیام پاکستان کا عمل پیش آیا اور ہندوستان سے مسلمانوں کی ہجرت اور فسادات کے اندوہناک واقعات پیش آئے اور لاکھوں مسلمانوں کے کشت وخون کی ہولی نے ایک ایسی خلیج اور نفرت کی دیوار کھڑی کی کہ آج پچاس سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود نفرتوں میں اضافہ ہی ہورہا ہے۔ اس لئے مظاہر العلوم سہارنپور تدریس کے لئے واپس جانا حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے لئے ناممکن رہا۔ اس لئے حضرت مولانا عبیدالرحمٰن صاحب اپنے تعلیمی سلسلہ کو بزرگوں کی نگرانی میں پورا کرسکے۔ کچھ عرصہ اپنے آبائی علاقہ بہبودی کے اطراف میں علمائے کرام سے کتابیں پڑھتے رہے۔

بعد ازاں حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی زیر نگرانی جامعہ خیر المدارس ملتان میں تعلیم کا منقطع سلسلہ بحال کیا جو کہ اس وقت دیوبند مدارس میں ممتاز حیثیت کا حامل تھا۔ اسی دوران حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ کی دعوت پر جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور دیگر بڑے بڑے دارالعلوم ٹنڈوالہ یار تدریس کے لئے جمع ہوئے تو حضرت مولانا عبیدالرحمٰن، قاری سعید الرحمٰن کو بھی تعلیم کے لئے اپنے ساتھ مدرسہ لے آئے اور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی نگرانی میں ۱۹۵۴ء میں حدیث کی تکمیل کر کے دستار فضیلت اور سند حدیث حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ اپنے علاقہ میں علمی خدمات انجام دیں۔

بعد ازاں جب محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ نے کراچی میں مدرسہ عربیہ

اسلامیہ کے نام سے ایک جدید طرز پر تعلیمی ادارہ قائم کیا (جواب الحمدللہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن اور اس کی سترہ شاخوں کی شکل میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ، حضرت مولانا سید مصباح اللہ شاہؒ، حضرت مولانا سید محمد بنوریؒ، حضرت مولانا بدیع الزمانؒ کا صدقہ جاریہ ہے) تو حضرت مولانا بنوریؒ کے حکم پر ۱۹۵۵ء میں اس مدرسہ میں تدریس کا آغاز کیا۔ کئی سال حضرت مولانا بنوریؒ کی نگرانی میں خدمات انجام دیتے رہے۔

بعد ازاں حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوری (والد محترم) کی علالت کی وجہ سے بہبود واپس آگئے اور وہیں مدرسہ میں تعلیمی سلسلہ کے ساتھ والد محترم کی خدمت اور تیمارداری میں مصروف ہوگئے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوریؒ کے حکم پر حضرت مولانا عبیدالرحمن اور حضرت قاری سعید الرحمن نے جامعہ اسلامیہ کے نام سے راولپنڈی میں مدرسہ کا آغاز کیا تو اس میں کچھ عرصہ تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد والد محترم کی اجازت سے ظلمت کدہ انگلستان میں دینی رہنمائی کے لئے ۱۹۶۵ء میں تشریف لے گئے۔ اس وقت انگلستان میں مسلمانوں کی حالت زار بہت ہی مخدوش تھی۔ مساجد نہ ہونے کے برابر تھیں۔ کسی گھر میں لوگ نماز ادا کرتے۔ حلال گوشت کا تصور تک نہیں تھا۔ پردہ اور اسلامی لباس کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ مسلمانوں کو کسی قسم کے حقوق حاصل نہیں تھے۔ لوگ انفرادی طور پر دینی امور کی انجام دہی کی خفیہ طور پر کوشش کرتے۔ اس صورت میں حضرت مولانا عبیدالرحمنؒ نے مسلمانوں کے حقوق کے لئے آواز بلند کرنے کا عزم کیا اور علمائے کرام اور مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا ارادہ کیا۔ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی تربیت کی وجہ سے جرات وبہادری اور دینی حمیت آپ کے رگ رگ میں پیوستہ تھی اور علمی خاندان کی وجہ سے خدمت دین آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے شیفلڈ کو مرکز بنایا اور محنت ومزدوری کے ذریعہ مسلمانوں کے لئے حلال رزق کا بندوبست کیا اور اعزازی طور پر رضاکارانہ انداز میں خدمت دین شروع کی۔

دارالعلوم ڈیوزبری میں تدریسی عمل کے ساتھ علمائے کرام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور ’’جمعیت علمائے برطانیہ‘‘ کے نام سے ایک مذہبی پلیٹ فارم قائم کیا جس کی وجہ سے علمائے کرام اجتماعی کام کی طرف متوجہ ہوئے اور مسلمانوں کو مربوط زندگی گزارنے کے لئے ایک مرکز مل گیا۔ علمائے کرام کے اس پلیٹ فارم نے سب سے پہلے مسجد اور مکاتب قرآن قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور اس کے ساتھ مسلمانوں کو ترغیب دی گئی

کہ وہ حلال گوشت کی تجارت کی طرف متوجہ ہوں۔ حکومت سے بات چیت کی گئی اور آخر کار حکومت نے مسلم ذبیحہ کی اجازت دی۔ اسکولوں میں مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کے لئے وقت حاصل کیا گیا اور علمائے کرام کو اس خدمت کے لئے مقرر کیا گیا۔ کالجوں' یونیورسٹیوں کے ساتھ جیلوں میں بھی اسلامی تعلیم کے لئے وقت حاصل کیا گیا۔ عید کی نمازوں کے لئے کھلی جگہ میں نماز کی جگہ حاصل کی گئی اور مختلف شہروں میں دینی پروگرام شروع کئے گئے۔ دعوت و تبلیغ کو مربوط کرنے کے ساتھ پاکستان بھر سے علماء کرام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری' حضرت مولانا مفتی محمودؒ' حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ' ہندوستان سے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ' حضرت مولانا سید اسعد مدنی کو بلوا کر مسلمانوں کے مشترکہ اجتماعات کئے گئے۔ مسلمانوں کے عائلی اور معاشرتی مسائل حل کرنے کے لئے "مجلس قضا" کے نام سے علمائے کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور حکومت سے فیصلہ کرایا گیا کہ مسلمانوں کے عائلی مسائل ان کے مذہب کی بنیاد پر حل کئے جائیں گے۔

۱۹۸۴ء میں جب قادیانیوں کے لئے امتناع قادیانیت آرڈی ننس جاری کیا گیا اور مرزا طاہر قادیانی پاکستان سے فرار ہو کر لندن یاترا ہوا اور وہاں قادیانیت کا مرکز کی بنا پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور قادیانی بنانے کی مہم شروع کی تو حضرت مولانا عبیدالرحمنؒ اور حضرت مولانا محمد یوسف متالا اور دیگر علمائے کرام کی کوششوں اور جمعیت علمائے برطانیہ' حزب العلماء کے تعاون سے "ختم نبوت کانفرنس" کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا اور ۱۹۸۶ء میں پہلی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور اس کے بعد ان کی مشاورت سے انگلینڈ میں "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" قائم کی گئی۔ اس دوران مکی مسجد اور ان کا مکان مرکز کی حیثیت سے خدمات انجام دیتا رہا۔ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہم' امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ' شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی کوششوں اور حضرت مولانا عبیدالرحمنؒ' حضرت مولانا محمد یوسف متالا' حضرت مولانا مفتی محمد اسلم' حضرت مولانا مفتی مقبول احمد اور دیگر علمائے کرام کی محنتوں سے لندن میں دفتر ختم نبوت ۳۵ سٹاک ویل گرین میں قائم کیا گیا اور حضرت مولانا منظور احمد الحسینی' حاجی عبدالرحمن یعقوب باوا کا مبلغ کی حیثیت سے تقرر کیا گیا۔ حضرت مولانا عبیدالرحمنؒ ختم نبوت کے سرپرست اور نائب صدر مقرر ہوئے اور اس کے بعد ہر سال اس ماہ میں ختم نبوت کانفرنس بھی منعقد ہوتی رہی۔ وفات تک آپ ختم نبوت کے اس عہدہ جلیلہ پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کی تردید میں مصروف عمل رہے۔ جمعیت علمائے برطانیہ اور ختم نبوت کی خدمات کے ساتھ آپ نے شیفلڈ اور انگلینڈ میں مساجد اور مدارس کے قیام کے لئے بہت زیادہ جدوجہد کی۔ شیفلڈ میں کئی مساجد قائم ہوئیں۔ لڑکیوں کے لئے اسکول اور مدرسہ قائم کیا گیا۔ غرض انگلینڈ

بقیہ: صفحہ 64 پر

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

چناب نگر میں حکومت قادیانی نوجوانوں کی خرمستیوں کو روکے

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے حکومت پنجاب خصوصاً ضلع جھنگ کی پولیس اور انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ چناب نگر میں قادیانی نوجوانوں کی حرکتوں کو کنٹرول کرے۔ اگر جھنگ پولیس نے جاننے کے باوجود ان قادیانی غنڈوں کو گرفتار نہ کیا جن کے خلاف ایف آئی آر درج ہو چکی ہے تو حکومت اور پولیس کی یہ سستی اور نااہلی ملک میں بدامنی اور تحریک کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ قادیانی اب پھر کسی تحریک کے موڈ میں ہیں۔ لیکن قادیانیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اب جو تحریک چلے گی وہ تمہارے خاتمے کا سبب بنے گی۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ حالات کا جائزہ سنجیدگی سے لے۔ اس سے پہلے کہ حالات قابو سے باہر ہو جائیں۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا کہ میں عید کی نماز محمدیہ مسجد میں ادا کرنے کے بعد چناب نگر سے گزر رہا تھا تو ان غنڈوں نے ہماری کار کو بھی روکنا چاہا جس پر ہم سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں۔ رد عمل جلدی ہوگا۔ اگر حکومت نے کنٹرول نہ کیا تو خمیازہ انتظامیہ اور قادیانیوں کو بھگتنا پڑے گا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کی ملی غیرت ابھی زندہ ہے۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی و تنظیمی دورے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے صوبہ سندھ کا بارہ روزہ تبلیغی دورہ کیا۔ آپ نے کنری، نبی سر روڈ، نوکوٹ، جھڈو، ماتلی، ٹنڈو غلام علی، میرپور خاص، حیدر آباد، ٹنڈو آدم، سکھر، پنوں عاقل میں ختم نبوت کانفرنسوں، رد قادیانیت کورسز، کارنر میٹنگوں، مدارس بنات اور خواتین سے خطابات کئے۔ موصوف نے ماسٹر عبدالواحد، مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا عبدالستار آرائیں، مولانا محمد عبداللہ، مفتی عبیداللہ، مولانا فیض اللہ رکن مرکزی مجلس شوریٰ، علامہ احمد میاں حمادی، حافظ محمد شریف، حافظ عبدالعزیز، حافظ مولانا زبیر، مولانا محمد رمضان آزاد، مولانا محمد عباس ھڑی، مولانا محمد حسین ناصر سمیت کئی ایک علمائے کرام سے ملاقاتیں کیں اور جماعتی امور پر مشاورت کی۔

سندھ کے دورہ میں حضرت مولانا محمد علی صدیقی ‘ سکھر کے دورہ میں حضرت مولانا محمد حسین ناصر ساتھ تھے۔ میرپور خاص کے نبات کے مدارس میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے یادگار بیانات ہوئے۔ اللہ پاک ان تبلیغی پروگراموں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور اس کے دوررس نتائج مرتب فرمائیں۔

بخاری مسجد کنری میں خطبہ جمعہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اپنے دورہ سندھ کے دوران میں کنری تشریف لائے۔ آپ نے بخاری مسجد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ بعد میں سوالات وجوابات کی ایک خصوصی نشست میں شرکت کی۔ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا معائنہ کیا۔

نبی سرروڈ کنری میں ختم نبوت کانفرنس اور کمیٹی کا اعلان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام نبی سرروڈ کنری میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس سے حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ‘ حضرت مولانا محمد علی صدیقی اور دوسرے علمائے کرام نے خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے رد قادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی جس سے جناب عطاء اللہ صاحب ‘ رانا منیر احمد صاحب ‘ خالب حسین صاحب ‘ محمد خلیل صاحب ‘ محمد انور صاحب ‘ محمد یوتا صاحب اور محمد اقبال صاحب اس کے اراکین مقرر کئے گئے۔

متحدہ مجلس عمل کے صدر جناب اسداللہ بھٹو کی دفتر ختم نبوت کنری میں آمد

متحدہ مجلس عمل صوبہ سندھ کے صدر جناب اسداللہ صاحب بھٹو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے دفتر میں تشریف لائے جہاں پر ان کا حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ‘ حضرت مولانا محمد علی صدیقی ‘ حضرت مولانا محمد امان اللہ ‘ جناب میاں عبدالواحد بھائی ‘ سہیل اصغر ‘ عبدالرشید راجپوت اور کثیر تعداد میں ختم نبوت کے ذمہ داران وکارکنان نے استقبال کیا۔

جناب اسداللہ بھٹو صاحب نے حکومت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ دو تہذیبوں کی جنگ ہے۔ پاکستان میں کسی بھی صورت میں انگریز کا نظریہ نہیں چلنے دیں گے اور حکومت نے قادیانیوں کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔ اس کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اسلام کا وجود اور ختم نبوت پر ڈاکہ ملک میں بدامنی پھیلانے میں ہمیشہ قادیانیت کا کردار ہے۔ انہوں نے جماعت کے ذمہ داران سے کہا ہے کہ ختم نبوت کا مشن چلتا رہے گا۔

متحدہ مجلس عمل اسمبلی میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی نمائندگی کرے گی۔ آخر پر جملہ جماعت نے دفتر میں آنے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت مولانا امام الدین قریشی کے تبلیغی دورے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ مبلغ حضرت مولانا امام الدین قریشی نے ڈیرہ غازی خان کا تبلیغی دورہ کیا۔ حضرت مولانا نے سخی سرور' ٹبی قیصرانی' وھوا' سلطان تورنگ' اندرکوٹ' جلووالی' ننکانی' میں درس قرآن وحدیث کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ حضرت مولانا کی لحن داؤدی سے علاقہ کے عوام بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے حضرت مولانا کے بیانات کو دلجمعی اور دلچسپی سے سنا۔ حضرت مولانا ترنم کے ساتھ جب قرآن مجید پڑھتے ہیں تو بڑے بڑے قاری جھوم اٹھتے ہیں۔ پیرسالی کے باوجود سائیکل پر دور دراز کا سفر کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔ انہوں نے اپنے دورہ کے دوران مولانا غلام فرید قیصرانی' مولانا عبدالعزیز لاشاری' مولانا سبحانی' مولانا عبدالعلیم' مولانا عبدالخالق' مولانا غلام قادر خان' مولانا محمد اشرف' سید احمد شاہ سے ملاقاتیں کیں اور جماعتی امور پر مشاورت کی۔

حضرت مولانا فقیر اللہ اختر کا ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر نے کہا ہے کہ اس وقت دنیائے کفر متحد ہو کر مسلمانوں کو نابود کرنے کے لئے سرگرم ہے اور مرزائی اس لڑائی میں پوری اقوام ہنود و یہود اور امریکہ کے ہم نوابن کر مسلمانوں کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے اشتعال انگیز اور دہشت گردانہ سرگرمیوں کو تیز کر لیا ہے۔ اس موقع پر حکومت پاکستان کو بالخصوص اور امت مسلمہ کو بالعموم اس آستین کے سانپ سے خبردار ہوشیار ہونا ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے اضلاع میں منعقدہ تحفظ ختم نبوت کانفرنسوں اور اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ یہ اجتماعات ضلع گوجرانوالہ میں جامع مسجد عثمانیہ فرید ٹاؤن' جامع مسجد انبالوی' راہوالی کینٹ' جامع مسجد فاروقیہ منڈیالہ وڑائچ' جامع مسجد قاری سعیدوالی' نورباوا' جامع مسجد فاروقیہ تلونڈی کھجوروالی' جامع مسجد عثمانیہ مسلم کالونی' جامع مسجد باغوالی شاہین آباد' جامع مسجد گلزار حبیب امیر پارک' جامع مسجد الرحمٰن حاجی پارک' جامع مسجد فضل فیروزوالا روڈ' شاہی جامع مسجد ختم نبوت چمن شاہ' جامع مسجد بلال عمران کالونی' جامع مسجد عثمانیہ فیروزوالا روڈ' جامع مسجد ختم نبوت ابوبکر ٹاؤن' جامع مسجد مکی گوبند گڑھ' جامع مسجد فاروقیہ تلونڈی موسیٰ خان اور ضلع سیالکوٹ میں مرکزی جامع مسجد چیانوالی' جامع مسجد عثمانیہ گرجاکھ' شاہی مسجد پسرور اور جامع مسجد عثمانیہ ڈسکہ میں ہوئے۔ ان اجتماعات کے بعض پروگراموں اور اجتماعات

سے جناب حافظ محمد ثاقب نے بھی خطاب کیا۔

یوم یکجہتی کشمیر کے سلسلہ میں دفتر ختم نبوت گوجرانوالہ میں تقریب

امریکہ اور یہودی لابیوں نے پہلے مجاہد کو دہشت گرد قرار دیا مسلمان حکمرانوں نے اپنے مفادات کے تحت ان کی ہم نوائی کی مگر اب مسلمان کو دہشت گرد کا مترادف بنانے کا پروگرام شروع کر دیا گیا ہے جس کے تدارک کے لئے یوم احتجاج منانے سے کام نہیں چلے گا۔ بلکہ باہمی اتحاد سے انہی ہتھکنڈوں سے ان کا جواب دینا ہوگا۔ بھارت جیسے غاصب' دہشت گرد اور اسرائیل جیسے ظالم دہشت گرد کی سرپرستی کی جارہی ہے۔ مگر مظلوم فلسطینیوں اور کشمیروں سے ناروا سلوک کیا جارہا ہے اور انہیں جینے کے حق سے محروم رکھا گیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مقررین نے یوم یکجہتی کشمیر کے سلسلہ میں دفتر ختم نبوت بخاری ہال گوجرانوالہ میں ایک تقریب میں کیا جس کی صدارت گوجرانوالہ کے مبلغ ختم نبوت جناب حافظ محمد ثاقب نے کی۔ تقریب سے مجلس کے رہنما حضرت مولانا فقیر اللہ اختر' سیکرٹری اطلاعات سید احمد حسین زید' ضلعی راہنما ندیم اختر' حضرت مولانا محمد الیاس قادری' تحریک احیاء سنت کے رہنما سیٹھ محمد اشرف' جمعیت علمائے اسلام کے رہنما محمد شبیر احمد گوریلا' بابا جی محمد اشرف اور دیگر نے خطاب کیا۔ تقریب میں جامعہ اسلامیہ ٹرسٹ کامونکے پر پولیس چھاپے کی مذمت کی گئی اور اسے امریکی عالمی دہشت گردی ایجنڈے کا حصہ قرار دیتے ہوئے عدالتی تحقیقات کروانے کا مطالبہ کیا گیا۔ اجلاس میں مجاہدین کشمیر سے مکمل یکجہتی ظاہر کی گئی۔

حضرت مولانا بشیر احمد اور حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا بشیر احمد اور حضرت مولانا غلام مصطفیٰ خطیب چناب نگر نے خوشاب' جوہر آباد' روڈہ' پیلوونیس کا تبلیغی دورہ کیا۔ حضرت مولانا بشیر احمد نے جامع مسجد بلال اسلام پورہ خوشاب میں مسئلہ ختم نبوت کے موضوع پر خطاب کیا۔ جامع مسجد ابوبکر صدیق بعد از عشاء حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے درس دیا۔ جامع مسجد اللہ والی' جامع مسجد مدنی' جامع مسجد مہاجرین' جامع مسجد حنفیہ اور دیگر مساجد میں بھی بیان ہوئے۔ جامع مسجد حنفیہ روڈہ میں حضرت مولانا بشیر احمد نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی اور قادیانیوں کے کفر اور دجل سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ جامع مسجد صدیق اکبر پیلوونیس جمعۃ المبارک کے اجتماع سے حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے خطاب کیا اور قادیانیوں کو دعوت اسلام دی اور پیلوونیس میں ایک سرکردہ قادیانی نے اسلام قبول کیا اور تمام مسلمانوں نے اسے مبارکباد پیش کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب وہاں پر قادیانیوں کا زور ٹوٹ چکا ہے۔ جوہر آباد جامع مسجد

بلاک نمبر 1 میں بھی حضرت مولانا بشیر احمد کا تفصیلی بیان ہوا۔

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کا دورہ چناب نگر

1---- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا سے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے 14 جنوری کو مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں کالج اور سکول کے نوجوانوں اور مدرسہ کے طلباء کے کنونشن سے خطاب کیا۔ نوجوانوں میں ختم نبوت کے عظیم مشن کے لئے کام کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے کہاکہ قادیانی نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے بے حیائی اور بے دینی کے پروگرام ٹی وی اور ڈش انٹینا کے ذریعے کفر کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہاکہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد جو بھی دعویٰ نبوت کرے وہ کافر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور اور مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوے اور اس کا کفر ودجل کو واضح بیان کیا۔

2---- جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں 17 جنوری کو جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کیا اور انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ چناب نگر میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی شرانگیزیوں کا فوری نوٹس لیا جائے۔ ملک کے اندر قادیانیوں نے اپنا قانون بنا رکھا ہے۔ اس کو فوری ختم کیا جائے۔ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ پر حملہ کرنے والوں کو فوری گرفتار کیا جائے۔ قادیانی صدر شاہد سعدی اور حمید اللہ قریشی کو لگام دی جائے۔

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ پر قاتلانہ حملہ کرنے والے قادیانی گرفتار کیے جائیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ پر قاتلانہ حملہ کرنے کے واقعہ پر چناب نگر' چنیوٹ' لالیاں' احمد نگر میں 24 جنوری بروز جمعۃ المبارک کو یوم احتجاج منایا گیا۔ قبل ازیں جامع مسجد چناب نگر میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام' مختلف جماعتوں کے رہنماؤں کا اجلاس حضرت مولانا محمد حسین چنیوٹی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں جمعیت علمائے پاکستان کے حضرت مولانا مسعود احمد سروری' جناب قاری محمد یار قادری' حضرت مولانا محمد مغیرہ' حضرت مولانا غلام مرتضیٰ' حضرت مولانا عابد حسین' حضرت مولانا قاری محمد ایوب (اہل حدیث) جناب ملک خلیل احمد' حضرت مولانا ثناء اللہ' جناب ڈاکٹر محمد ریاض شاہد' حضرت مولانا اللہ یار' حضرت مولانا طارق شاہین' حضرت مولانا متین نذیر' حضرت مولانا فیض نذیر' جناب قاری غلام علی' حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے شرکت کی۔ نیز علمائے کرام کے پانچ رکنی وفد حضرت مولانا عبدالوارث' حضرت مولانا غلام مصطفیٰ' حضرت مولانا منظور احمد' حضرت مولانا اللہ یار نے ڈی ایس پی چنیوٹ سے ملاقات کی۔

31جنوری جمعتہ المبارک جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر میں احتجاجی اور اجتماع ادا کیا گیا۔ جس میں علاقہ بھر کے مسلمانوں نے شرکت کی۔ ساڑھے بارہ بجے سے تین بجے تک علمائے کرام کے بیانات ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے اہتمام کیا گیا۔ حضرت مولانا محمد حسین چنیوٹی نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا فوری نوٹس لیا جائے۔ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ پر حملہ کرنے والے قادیانیوں کو فوری گرفتار کیا جائے۔ ورنہ حالات کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی۔ حضرت مولانا غلام مرتضیٰ' حضرت مولانا اللہ یار ارشد' حضرت مولانا محبوب الرحمن' حضرت مولانا خان عابد حسین اور دیگر علمائے کرام نے خطاب کیا۔ قرار دادیں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے پڑھیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

☆...... قادیانی صدر میجر سعدی اور حمید اللہ قریشی اور دیگر قادیانیوں کو فوری گرفتار کیا جائے۔

☆...... اقصیٰ چوک اور دیگر جگہوں کی ناکہ بندی فوری ختم کی جائے۔

☆...... گاڑی پر پہرہ کے بہانے سرعام اسلحہ لہرانے والے قادیانیوں کو فوری گرفتار کیا جائے۔

☆...... عقوبت خانے اور ٹارچر سیل' چیک پوسٹیں فوری ختم کی جائیں۔

☆...... قادیانیوں کی بڑھتی غنڈہ گردی فوری بند کی جائے۔

☆...... ڈرگ انسپکٹر اعجاز احمد قادیانی کو فوری تبدیل کیا جائے۔

☆...... ڈاکٹر عمران قادیانی انچارج احمد نگر ہسپتال کو فوری تبدیل کیا جائے۔

☆...... مقامی انتظامیہ قادیانیوں کی پشت پناہی بند کرے۔

ختم نبوت کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ کے اغوا کی کوشش قابل تشویش ہے

سلانوالی مدرسہ حسینیہ حنفیہ رجسٹرڈ سلانوالی کے منتظمین قاری محمد اکرم مدنی' محمد اکمل' پیر جی محمد فضل الحسینی اور پریس کلب سلانوالی کے سینئر نائب صدر محمد اظہر چوہدری اور جنرل سیکرٹری سید سہیل گیلانی نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کو اغوا کرنے کی کوشش کو تشویشناک قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ قادیانی ٹولہ حکومت کی آشیر بادگی کی وجہ سے ملک میں اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے کھلے عام غنڈہ گردی کر رہا ہے اور علمائے حق کو مختلف طریقوں سے قتل کرنے اغوا کرکے تشدد کرنے ان کی توہین کرنے کا کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتا۔ انہوں نے حضرت مولانا کے اغوا کرنے کی کوشش کو ایک کھلی جارحیت قرار دیتے ہوئے اس واقعہ کی مذمت کی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ملزمان کو فوری گرفتار کرکے انہیں قرار واقعی سزا دے۔

ایک ضروری امر

غیر ممالک میں رہائش اختیار کرنے کے لئے جھوٹ بول کر سیاسی پناہ کی درخواست دینا اور رہائشی کاغذات حاصل کرنا شرعاً گناہ ہے اور پھر یہ بھی سننے میں آرہا ہے کہ بعض حضرات اپنے آپ کو غیر ممالک میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے لئے قادیانی یا کسی اور فرقہ سے اپنا تعلق ظاہر کرتے ہیں۔ ایسے حضرات شرعی حیثیت سے مرتد کے زمرے میں آتے ہیں۔ یہ سب کچھ دین کی تعلیم کی دوری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں والدین اور رشتہ دار یہ سمجھتے ہیں کہ لڑکا بیرون ملک سیٹ ہوگیا ہے۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ لڑکا گناہ گار اور مرتد بھی ہوگیا ہے۔ تمام مسلمان اس سے بچیں

قادیانیوں کے خلاف موثر کارروائی کا مطالبہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات جناب مولوی فقیر محمد نے وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ فیصل آباد شہر چناب نگر سمیت میر پور سندھ اور دیگر علاقوں سمیت ملک بھر میں قادیانی غیر مسلموں کے بڑھتی ہوئی غیر قانونی تبلیغی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے موثر کارروائی کی جائے اور فیصل آباد شہر میں ایک سرمایہ دار کی کوٹھی میں قائم قادیانی تبلیغی مرکز کو بند کرایا جائے اور مصطفیٰ آباد محلہ میں بھی قادیانیت کی غیر معمولی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے سخت کارروائی کی جائے۔ اس کے علاوہ محلہ مصطفیٰ آباد مدینہ ٹاؤن ڈی ٹائپ کالونی میں قائم تین قادیانی سکول بند کرائے جائیں۔ قادیانیوں کی غیر قانونی تبلیغ سے مسلمان نوجوان میں غم وغصہ پایا جاتا ہے اور قادیانیوں کے خلاف دن بدن نفرت بڑھتی جارہی ہے۔ جبکہ قانون نافذ کرنے والے ادارے قادیانیوں کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298بی اور 295سی کے تحت کارروائی کرتے ہیں۔ چناب نگر شہر میں قادیانی جماعت نے شارع عام سرکاری سڑکوں پر ناکے لگا رکھے ہیں اور مسلمانوں کی ہراساں کیا جارہا ہے۔ اس کی روک تھام کے لئے رینجر کے دستے تعینات کئے جائیں اور قادیانی رسائل روزنامہ الفضل چناب نگر کو بند کیا جائے۔

قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی منفی سرگرمیاں روکی جائیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات جناب مولوی فقیر محمد نے وزیر اعظم پاکستان وزیر اعلیٰ پنجاب اور ہوم سیکرٹری سے مطالبہ کیا ہے کہ چناب نگر سابقہ ربوہ میں قادیانی جماعت کی طرف سے سرکاری سڑکوں پر ناکے لگانے اور مسلمانوں کو ہراساں کرنے کا سلسلہ بند کرنے کے لئے فوری اور موثر کارروائی عمل میں لائے جائے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ خطیب مسجد محمدیہ وچناب نگر حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کو

اقصیٰ روڈ پر روکنے' راستہ تبدیل کرانے' ان کو ہراساں کرنے توہین کرنے پر ایف آئی آر نمبری اٹھارہ جنوری سترہ کے قادیانی ملزمان کو گرفتار کر کے جیل بھیجا جائے اور قادیانی جماعت کے امیر مقامی صدر انجمن احمدیہ پاکستان چناب نگر مرزا سردار احمد' صدر عمومی لوکل چناب نگر قادیانی شاہد احمد سعیدی کے خلاف دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ چلایا جائے۔

قادیانی چائے پارٹیوں کی آڑ میں ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا محمد علی صدیقی نے کہا ہے کہ پرزور احتجاج کے باوجود میرپورخاص کی انتظامیہ نے ضلع میرپورخاص میں قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور قانون شکنی کا نوٹس نہیں لیا۔ قادیانی چائے پارٹیوں کی آڑ میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا محمد علی صدیقی ضلع میرپورخاص کے سات روزہ دورے کے بعد جھڈو میں ایک اجماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ 31دسمبر 2002ء کو قادیانیوں ڈاکٹر عبدالمنان قادیانی اور نوکوٹ کے چوہدری محمود قادیانی نے نبی سر روڈ کے قریب جلسہ کر کے غریب مسلمانوں کو تبلیغ کی کوشش کی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے رہنماؤں نے انتظامیہ کو مطلع بھی کیا۔ لیکن کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ ضلع میرپورخاص کے ڈی پی او امین یوسف زئی کو اس مسئلہ کے متعلق درخواست بھی دی۔ لیکن ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ کیونکہ ڈاکٹر عبدالمنان قادیانی ضلعی انتظامیہ کو رشوت میں دعوتیں کھلاتا رہتا ہے۔ حضرت مولانا محمد علی صدیقی نے مزید کہا کہ پورے ضلع میں قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو رہا ہے۔ یہ ضلع میرپورخاص کے علمائے کرام کا وصف ہے کہ مسلمانوں کے جذبات کو کنٹرول کیا ہوا ہے۔ ضلع میرپورخاص کے علمائے کرام میں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا فیض اللہ' جنرل سیکرٹری مولانا شبیر احمد کرنالوی' حافظ محمد شریف' مولانا عبدالستار' مولانا احسان اللہ تونسوی' مولانا محمد احمد صدیقی' مفتی عبیداللہ انور نے ضلع انتظامیہ کے قادیانیت نوازرویئے پر شدید احتجاج کیا اور حکومت سے اس مسئلہ کا سختی سے نوٹس لینے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے ضلع میں نواز آباد' ناصر آباد' محمود آباد' نفیس نگر کے نام سے اسٹیٹس قائم کر کے اپنی اجارہ داری قائم کر کے انتظامیہ کو بے بس کر رکھا ہے۔ وہاں قادیانی چائے پارٹی کے نام سے اپنی تبلیغ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ وہاں کبھی انتظامیہ بھی جائے تو کھا پی کر واپس آجاتی ہے۔ میرپورخاص کے سیٹلائٹ ٹاؤن میں ڈاکٹر عبدالمنان قادیانی اپنے گھر میں چائے پارٹی کے نام سے تبلیغ کرتا ہے۔ جب کوئی مسلمان انتظامیہ کو آگاہ کرے تو انتظامیہ کو ذاتی پارٹی کا حوالہ دے کر ٹال دیتا ہے۔ انتظامیہ اس کا نوٹس لے۔

ادارہ

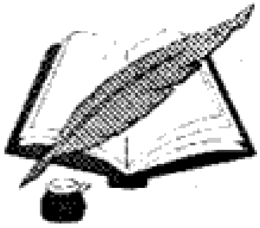

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب : الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی

تالیف : حضرت مولانا نور محمد تونسوی صاحب

صفحات : ۶۴۸

قیمت : ۲۴۰ روپے

ناشر : انجمن خدام الاسلام باغبان پورہ لاہور ۔

اہل سنت والجماعت کے چاروں آئمہ حضرت امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ اور صحاح ستہ کے آئمہ حضرت امام بخاریؒ، حضرت امام مسلمؒ، حضرت امام ترمذیؒ، حضرت امام ابوداؤدؒ، حضرت امام ابن ماجہؒ، حضرت امام نسائیؒ کے زمانہ سے اس وقت تک امت مسلمہ میں حیات وسماع انبیاء کرام علیہ السلام بعد از وفات میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس وقت ہمارے پاکستان میں معتزلہ کی نئی اقسام، پرویزی، عثمانی، جماعت المسلمین وغیرہ اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ مولانا نور محمد صاحب جو ایک فاضل اجل مدرس اور مایہ ناز محقق ہیں انہوں نے اس عنوان پر قلم اٹھایا ہے اور یہ ضخیم کتاب تیار کر دی ہے۔

قرآن وسنت اور اکابرین امت کی تشریحات کی بہت اچھے انداز میں ترتیب قائم کر دی ہے۔ اس عنوان پر پہلے سے موجود بیسوں کتب کے ذخیرہ میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ انجمن خدام الاسلام باغبان پورہ لاہور کے مسئول مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر نے اچھے ذوق کا ثبوت دیتے ہوئے خوبصورت انداز میں اسے مجلد شائع کیا ہے۔ امید ہے کہ علماء ومناظرین کے لئے قابل قدر تحفہ ثابت ہوگی۔

نام کتاب : حقیقت احمدیت

تالیف : جناب ملک احسان الحق صاحب

صفحات : ۱۲۸

قیمت : ۶۰ روپے

ناشر : ادارہ صوت القرآن ۷۔۱۰ عرفان چیمبرز چوک قرطبہ مزنگ چونگی لاہور

جناب ملک احسان الحق کی قادیانی جماعت کے ساختہ پرداختہ مربیوں سے مناظرہ کی متعدد محفلیں منعقد ہوئیں۔ لاہور سے چناب نگر کے قادیانی نئے پادری جناب ملک صاحب سے مناظرہ وتبادلہ خیال کے لئے آتے۔ لیکن جناب ملک احسان الحق صاحب سے ایک بار جو قادیانی مناظر سامنے آیا دوبارہ اس نے سامنا کرنے سے پہلو تہی کی۔ چہرے بدلتے رہے لیکن کردار ایک رہا۔ بالآخر قادیانی مناظرہ کی مجلسوں سے زچ ہوئے کہ جواب دینا ان کے لئے مشکل ہو گیا۔ پہلے قادیانی مجلس مناظرہ کی دعوت دیتے تھے اب جناب ملک صاحب ان کو بلاتے ہیں لیکن وہ ان سے منہ چھپاتے ہیں۔ جناب ملک احسان الحق صاحب نے تمام مذاکروں کی دلچسپ رپورٹ قلمبند کر کے ۱۲۸ صفحات پر مشتمل خوبصورت جلد کے ساتھ اسے کتاب کی شکل میں شائع کر دیا ہے۔ جناب ملک صاحب نے عام مناظروں سے ہٹ کر اسلوب اختیار کیا۔ اس کی مصلحت جناب ملک صاحب بہتر سمجھتے ہوں گے۔ لیکن قادیانیوں کے مقابلہ میں وہ بہر حال کامیاب رہے۔ اس پر وہ ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں۔ لاہور کے تمام بڑے کتب خانوں سے کتاب مل سکتی ہے۔ اس فن سے مناسبت رکھنے والوں کے لئے شاندار تحفہ ہے۔

بقیہ : مولانا عبیدالرحمٰن

کی ہر دینی خدمت اور تحریک میں آپ کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ہے۔

انگلینڈ کے ساتھ ساتھ آپ پاکستان کے حالات سے لاتعلق نہیں ہوئے۔ بلکہ جمعیت علمائے اسلام اور دینی مدارس کے ساتھ اپنا مضبوط رشتہ برقرار رکھا اور ان کی ترقی کے لئے بھرپور تعاون کرتے رہے۔ انتخابی معرکہ ہو یا کسی مدرسہ کا قیام 'جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن' جامعہ اسلامیہ راولپنڈی اور بہبودی کا مدرسہ ان کی ترقی میں آپ بھرپور تعاون کرتے رہے۔ جہاد افغانستان 'کشمیر' چیچنیا' فلسطین میں شریک مجاہدین کی بھرپور امداد کرتے۔

گزشتہ ایک سال سے جگر کے عرضہ میں مبتلا رہے۔ ڈاکٹروں نے ڈائیلسز تجویز کیا مگر اللہ تعالیٰ پر توکل اور قوت ارادی کے بل بوتے پر بیماری سے مقابلہ کرتے رہے اور ڈائیلسز نہیں کرایا۔ آخر کار یہی بیماری آپ کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا خاندان اور آپ کی علمی میراث آپ کے لئے صدقہ جاریہ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتی رہیں گی اور بعد میں آنے والے آپ کی شفقت اور پرعزم زندگی سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ
پروفیسر محمد الیاس برنیؒ
قیمت :-/150

مقدمہ قادیانی مذہب
پروفیسر محمد الیاس برنیؒ
قیمت :-/75

خاتم النبیین
حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ
ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت :-/60

رئیس قادیان
مولانا محمد رفیق دلاوریؒ
قیمت :-/100

تحفہ قادیانیت
جلد اول
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت :-/150

تحفہ قادیانیت
جلد دوم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت :-/150

تحفہ قادیانیت
جلد سوم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت :-/150

تحفہ قادیانیت
جلد چہارم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت :-/150

احتساب قادیانیت
جلد اول
مولانا لال حسین اخترؒ
قیمت :-/100

احتساب قادیانیت
جلد دوم
مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
قیمت :-/150

احتساب قادیانیت
جلد سوم
مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ
قیمت :-/150

احتساب قادیانیت
جلد چہارم
حضرت کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ
حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ
قیمت :-/150

احتساب قادیانیت
جلد پنجم
مولانا سید محمد علی مونگیریؒ
قیمت :-/100

احتساب قادیانیت
جلد ششم
قاضی سلیمان منصور پوریؒ
پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ
قیمت :-/100

احتساب قادیانیت
جلد ہفتم
مولانا سید محمد علی مونگیریؒ
قیمت :-/100

احتساب قادیانیت
جلد ہشتم
مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
قیمت :-/100

احتساب قادیانیت
جلد نہم
مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
قیمت :-/100

سوانح مولانا تاج محمودؒ
صاحبزادہ طارق محمود
قیمت :-/80

قومی تاریخی دستاویز
مولانا اللہ وسایا
قیمت :-/100

رفع نزول عیسیٰ علیہ السلام
مولانا عبداللطیف مسعود
قیمت :-/100

نوٹ: تحفہ مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/400، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/900

رابطہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122، 583486

خاتم النبیین

فارسی متن : شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ
مقدمہ : محدث کبیر مولانا محمد یوسف بنوریؒ
اردو ترجمہ : شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی زندگی کی آخری تصنیف جس کا مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے حکم پر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اردو میں ترجمہ کیا۔

متن و ترجمہ ایک ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

حصہ اول : نبوت اور منصب نبوت، ختم نبوت، خاتم النبیین، تفسیر آیت خاتم النبیین، ختم نبوت اور حدیث نبوی، اجماع امت اور ختم نبوت، ختم نبوت اور صوفیائے کرام، عیسیٰ علیہ السلام۔

حصہ دوم : تلبیسات مرزا، کفریات مرزا، دعاوی مرزا، تناقضات مرزا، عقائد مرزا، عجائبات مرزا، سیرت مرزا، الہامات مرزا۔

مندرجہ بالا عنوانات سے کتاب کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ مدت سے نایاب تھی۔ اہل علم کی خواہش پر دوبارہ شائع ہوئی ہے۔

صفحات 320، کتابت، طباعت، کاغذ، جلد انتہائی عمدہ اعلیٰ اور خوبصورت و دیدہ زیب ہے۔ تمام تر خوبیوں کے باوجود قیمت صرف =/60 روپے ہے۔ پیشگی منی آرڈر ضروری ہے۔ وی پی نہ ہوگی۔ پڑھیے تاکہ اکابر کے علوم اور مسئلہ کی اہمیت سے آپ روشناس ہوں۔

ملنے کا پتہ:

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان فون : 514122

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکزی دفتر ملتان میں یک روزہ سالانہ

فرما گئے یہ ہادیؐ لانبی بعدی

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

ختم نبوت کانفرنس

بمقام جامع مسجد ختم نبوت ملتان

یکم صفر ۱۴۲۴ھ مطابق ۴ اپریل ۲۰۰۳ء بروز جمعۃ المبارک

زیر سرپرستی

شیخ المشائخ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

زیر صدارت

پیر طریقت حضرت مولانا

سید نفیس الحسینی مدظلہ

انشاء اللہ! کانفرنس میں حسب سابق تمام دینی جماعتوں کے سربراہ شرکت کریں گے
اور کانفرنس مثالی طور پر کامیاب ہوگی۔ اہل اسلام سے جوق در جوق شرکت کے استدعا ہے!

شعبہ نشرواشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-514122-583486 فیکس: 061-542277

Http://www.lolaak.clickhere2.net